بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماھنامہ

انوار مدینہ

جلد : ١٨	شوال المکرّم ۱۴۳۱ھ / ستمبر ۲۰۱۰ء	شمارہ : ۹

سیّد محمود میاں	سیّد مسعود میاں
مدیر اعلیٰ	نائب مدیر

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ ۱۷ روپے......... سالانہ ۲۰۰ روپے

سعودی عرب، متحدہ عرب امارات..... سالانہ ۷۵ ریال

بھارت، بنگلہ دیش .... سالانہ ۲۰ امریکی ڈالر

برطانیہ، افریقہ .... سالانہ ۲۰ ڈالر

امریکہ .... سالانہ ۲۵ ڈالر

جامعہ مدنیہ جدید کا اِی میل ایڈریس

E-mail: jmj786_56@hotmail.com

fatwa_abdulwahid1@hotmail.com

ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے

دفتر ''انوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

اکاؤنٹ نمبر انوارِ مدینہ 2-7914 (0954) MCB

فون نمبرات

جامعہ مدنیہ جدید : 35330311 - 042

خانقاہِ حامدیہ : 35330310 - 042

فون/فیکس : 37726702 - 042

رہائش ''بیت الحمد'' : 36152120 - 042

موبائل : 4249301 - 0333

مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع و ناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر

دفتر ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

حرفِ آغاز		۳
درسِ حدیث	حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۷
شہد کے فوائد	حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۱۱
انفاسِ قدسیہ	حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ	۱۴
تربیتِ اَولاد	حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانویؒ	۱۸
حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ عنہما	حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی صاحبؒ	۲۱
صدقۂ فطر کے احکام	حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی صاحبؒ	۲۶
شبِ قدر قرآن وسنت کی روشنی میں	حضرت مولانا جلیس احمد صاحب قاسمی	۳۲
عید اَور ماہِ شوال کی فضیلت	جناب مولانا محمد زُبیر اشرف صاحب	۳۵
نتائج سالانہ اِمتحان وفاق المدارس		۴۰
اِسلام کی اِنسانیت نوازی	حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری	۴۲
گلدستۂ اَحادیث	حضرت مولانا نعیم الدین صاحب	۴۴
توبہ نامہ	جناب پروفیسر یوسف سلیم صاحب چشتی مرحوم	۴۷
وفیات		۶۱
دینی مسائل		۶۲
اَخبار الجامعہ		۶۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد!

وطن عزیز دو ماہ سے ایک بار پھر قدرتی آفات کی زد میں ہے اِس بار آزاد کشمیر سمیت ملک کے چاروں صوبے سیلابی ریلوں کی لپیٹ میں آکر بڑی تباہی سے دوچار ہوئے ہیں خیبر پختون خواہ کی تباہی نے اِس کو پچاس برس پیچھے دھکیل دیا ہے قریب قریب یہی حال پنجاب اَور سندھ کا ہوا جبکہ اِسی دوران پنجاب میں زلزلہ بھی آیا۔

روزِ اَوّل سے اِنسان کو قدرتی آفات و مصائب کا سامنا رہا ہے اَور آئندہ بھی رہے گا۔ کبھی تو اِن کا نزول بندوں کی آزمائش کے لیے ہوتا ہے اَور کبھی نافرمانیوں میں حد سے تجاوز کر جانے کی وجہ سے بطورِ سزا اللہ کی طرف سے قہر و عذاب کی صورت میں ہوتا ہے۔

پاکستان کا حکمران طبقہ شروع سے آج تک جس روِش کو اِختیار کیے ہوئے ہے وہ نافرمانی اَور سرکشی کی روِش ہے جس پر وہ بڑی بے شرمی اَور ڈھٹائی سے قائم ہے کوئی نصیحت یا دھمکی اُن کی نظر میں کچھ معنی نہیں

رکھتی دُوسری طرف عوام الناس کی بڑی اکثریت کا بھی یہی حال ہے کہ وہ اپنے دین و مذہب سے بیگانگی حلال وحرام کی تمیز سے عاری کولہو کے بیل کی طرح صرف دُنیا کمانے پر جُتی ہوئی ہے ہر طرف ظلم کا دَور دورہ ہے کیا غریب کیا اَمیر، کیا حاکم اَور کیا محکوم، بدعنوانی کذب بیانی، دھوکہ وفریب ہر کسی کا محبوب مشغلہ بن چکا ہے نمازی ہو یا بے نمازی، مگر بعض گناہوں کو ایسے اختیار کیے ہوئے ہیں کہ جیسے وہ گناہ نہیں ہیں اپنی لڑکیوں کو دُنیوی تعلیم دِلانے کی خاطر مخلوط تعلیمی اسکولوں میں داخل کیا ہوا ہے بے پردگی عام ہو چکی ہے گانے بجانے کے آلات ہر گھر میں ہر وقت بجتے رہتے ہیں مردوں کی بڑی اکثریت داڑھی مونڈھتی ہے سودخوری عام ہے رشوت کا بازار گرم ہے ناپ تول میں خیانت چیزوں میں ملاوٹ ایک دُوسرے کی غیبت کرنا نقلیں اُتارنا اِنسانوں اَور دیگر جانداروں کی تصویریں کھینچنا جیسے گناہوں کا اِرتکاب ایسے کیا جاتا ہے جیسے کہ یہ گناہ ہی نہ ہوں منگیتروں کی بے تکلف ملاقاتوں اَور موبائل سرگرمیوں کا موقع ماں باپ کی سرپرستی میں فراہم کیا جاتا ہے جس کے بھیانک نتائج کسی سے چھپے ہوئے نہیں ہیں۔ بیوٹی پارلروں کی شرمناک سرگرمیاں جن میں عورتیں لڑکیاں بالکل برہنہ ہو کر کیا کچھ نہیں کروا رہی ہیں، یہ سب بڑے بڑے گناہ عام لوگ تو کجا حاجیوں نمازیوں کے گھروں میں بڑے دَھڑلے سے کیے جاتے ہیں خاندان کی بڑی بوڑھیاں اَور بزرگ اُن کی بلائیں لیتے اَور ہاتھوں میں تسبیحیں تھامے اپنے چھوٹوں کو یہ کچھ کرتا دیکھ کر پھولے نہیں سماتے اَور اِس بدبختی کو نیک بختی گردانتے ہوئے سجدۂ شکر بجا لاتے ہیں۔ کیا یہ سب کچھ خدائی قہر کے لیے للکار نہیں ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ٹھٹھہ مزاق نہیں ہے، مسلمانو! بہت ہو چکی اَب تو ہوش میں آجاؤ کسی کے لیے نہیں بلکہ صرف اَور صرف اپنے لیے۔

میں یہ سطریں لکھ رہا تھا کہ ظہر کی اَذان ہوگئی نماز کے لیے مسجد حامد میں گیا تو نماز کے بعد جامعہ کے فاضل مولوی طاہر زمان صاحب نے بتلایا کہ تحصیل تونسہ میں ''ریتڑا'' نامی ہمارا گاؤں ہے جو پہلے ہی سیلاب سے تباہ ہو چکا ہے وہاں ایک پُر اِسرار بیماری پھیل چکی ہے ہر گھر اِس میں مبتلا ہے ڈاکٹروں نے کہا ہے کہ فوری طور پر گاؤں کو خالی کر کے کہیں اَور چلے جاؤ اِس بیماری کا کوئی علاج نہیں ہے ایک مرد اَور ایک عورت اِس بیماری میں مر چکے ہیں مرنے والی عورت نے موت سے دو دِن پہلے خواب میں دیکھا کہ ''ایک بچی اُس سے کہہ

رہی ہے کہ تم پر اللہ کا عذاب آنے والا ہے اَب توبہ اِستغفار کرو' اِسی گاؤں میں مولوی طاہر زمان صاحب کے ماموں نے خواب دیکھا کہ''دو بچے کہہ رہے ہیں تم پر اللہ کا عذاب آنے والا ہے اَور تم پر زمین و آسمان کو ایک کر دیا جائے گا توبہ اِستغفار کرو۔''

میں نے مولوی طاہر زمان صاحب سے پوچھا کہ گاؤں والوں کی دینداری کا کیا حال ہے تو اُنہوں نے بتلایا کہ گاؤں میں بیمہ والوں کی ٹیم آئی تو ہر عورت مرد اَور بڑے چھوٹے نے بیمہ کرایا سود عام ہے نماز کوئی نہیں پڑھتا ایک گاؤں میں سرے سے مسجد ہی نہیں ہے میں نے مسجد بنانے کی کوشش کی تو گاؤں والوں نے کہا کہ قریبی گاؤں میں پہلے سے مسجد موجود ہے مگر اِس میں کوئی نماز نہیں پڑھتا لہٰذا اُنہوں نے مسجد نہ بنانے دی، میں نے مسجد میں بچوں کو قرآن اَور دینیات پڑھانے کا اِرادہ کیا تو اُس میں بھی ناکامی ہوئی۔

عادت اللہ ایسے ہی جاری ہے کہ جب ہر خاص و عام گناہوں میں ڈوب جائے تو اللہ تعالیٰ ایسا عذاب نازل فرماتے ہیں کہ پھر دُنیا میں اِس سے نیک و بد ظالم اَور مظلوم کوئی نہیں بچتا اَور ہر کوئی اِس کی لپیٹ میں آجاتا ہے اگرچہ آخرت میں اُن کا حشر اُن کے اعمال کے مطابق الگ الگ ہوگا۔

باری تعالیٰ کا اِرشاد ہے: وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً وَّاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ترجمہ: اَور بچتے رہو اُس فساد سے کہ نہیں پڑے گا تم میں سے صرف ظالموں پر ہی اَور جان لو کہ اللہ کا عذاب سخت ہے۔ اِس آیت کی تفسیر میں حضرت مولانا علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ :

''یعنی فرض کیجیے ایک قوم کے اکثر افراد نے ظلم و عصیان کا وتیرہ اِختیار کر لیا، کچھ لوگ جو اُس سے علیحدہ رہے اُنہوں نے مداہنت برتی، نہ نصیحت کی اَور نہ اِظہارِ نفرت کیا تو یہ فتنہ ہے جس کی لپیٹ میں وہ ظالم اَور یہ خاموش مداہن سب آجائیں گے۔ جب عذاب آئے گا تو حسبِ مراتب سب اُس میں شامل ہوں گے کوئی نہ بچے گا اِس تفسیر کے موافق آیت سے مقصود یہ ہوگا کہ خدا اَور رسول کی حکم برداری کے لیے خود تیار ہو اَور نافرمانوں کو نصیحت و فہمائش کرو نہ مانیں تو بیزاری کا اِظہار کرو۔

باقی حضرت شاہ صاحبؒ نے آیت کا مطلب یہ لیا ہے کہ مسلمانوں کو ایسے فساد (گناہ) سے بالخصوص بچنا چاہیے جس کا خراب اَثر گناہ کرنے والے کی ذات سے متعدی ہو کر دُوسروں تک پہنچتا ہے۔ پہلے فرمایا تھا کہ خدا اَور رسول کا حکم ماننے میں اَدنی تاخیر اَور کاہلی نہ کریں کہیں دیر کرنے کی وجہ سے دِل نہ ہٹ جائے۔ اَب تنبیہ فرماتے ہیں کہ اگر نیک لوگ کاہلی کریں گے تو عام لوگ بالکل چھوڑ دیں گے تو رسمِ بد پھیلے گی اِس کا وبال سب پر پڑے گا جیسے جنگ میں دلیر سستی کریں تو نامرد بھاگ ہی جائیں پھر شکست پڑے تو دلیر بھی نہ تھام سکیں۔''

قرآن پاک کی اِس تفسیر کی روشنی میں ہم اگر اپنے صبح وشام کے اعمال کو جانچیں تو اُن میں سوائے خسارے کے کاموں کے کچھ نہ ہوگا لہٰذا اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کو ختم کرنے کا واحد راستہ یہی ہے کہ عوام وخواص سچے دل سے عملی توبہ کر کے گناہوں سے باز آجائیں ورنہ اللہ بے نیاز ہے اُسے نہ ہماری نیکیوں کی ضرورت ہے اَور نہ برائیوں کی پروا۔ **وما علینا الا البلاغ.**

مولای صل وسلم دائما ابدا — درس حدیث — علی حبیبک خیر الخلق کلھم

حضرتِ اقدس پیرو مرشد مولانا سید حامد میاں صاحبؒ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اِس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے۔ (آمین)

وحی نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کو سچا اَور منافقین کو جھوٹا قرار دیا
شہداء میں زیادہ تعداد اَنصار کی ہے۔ اَنصار کی تین نسلوں کے لیے دُعاء

﴿ تخریج و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

(کیسٹ نمبر 62 سائیڈ B 1986 - 10 - 17)

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلٰوۃ والسلام علٰی خیر خلقہٖ سیدنا ومولانا محمد وآلہ واصحابہٖ اجمعین امابعد !

حضرتِ آقائے نامدار ﷺ کے صحابی ہیں حضرت زید ابن اَرقم اَنصاری یہ کہتے ہیں کہ اَنصار نے ایک دفعہ عرض کیا کہ اے اللہ کے سچے نبی لِکُلِّ نَبِیٍّ اَتْبَاعٌ ہر نبی کے ساتھ رہنے والے پیچھے چلنے والے ہوتے ہیں وَاِنَّا قَدِ اتَّبَعْنَاکَ اور ہم نے جناب کی پیروی کی ہے فَادْعُ اللّٰہَ اَنْ یَّجْعَلَ اَتْبَاعَنَا مِنَّا[1] دُعاء یہ فرمائیے ہمارے لیے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے جو آگے آنے والے ہمارے پیروکار ہیں اُن کو ہم میں کرے یعنی وہ اِسی راستے پر چلیں رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اُن کی یہ بات سن کر واقعی دُعاء فرمادی۔

بخاری شریف میں ایک واقعہ آتا ہے اُس میں بھی یہی زید ابنِ اَرقم ہیں رضی اللہ عنہ اَور یہ واقعہ آتا ہے سورۃ المنافقون کی تفسیر میں، اِن کا یہ قصہ ہوا تھا کہ یہ عبداللہ بن اُبی (رئیس المنافقین) تھا (غزوۂ تبوک یا غزوۂ بنی مصطلق کے موقع پر) اِس نے یہ جملے کہے تھے لَئِنْ رَّجَعْنَا اِلَی الْمَدِیْنَةِ اگر ہم مدینہ شریف لوٹ

---

[1] مشکوۃ شریف ص۵۸۱

کر گئے لَیُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ تو جو زیادہ غلبے والا ہے جو عزیز ہے یعنی غالب ہے وہ چھوٹوں کو ذلیلوں کو ضرور نکالے گا ، مطلب تھا کہ ہم اگر مدینہ منورہ لوٹ گئے تو اِن مسلمانوں کو نکال دیں گے ، اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ عزت تو اَصل میں اللہ ہی کی ہے اَور اُس کے رسول علیہ السلام ہی کی ہے یعنی نکلنا تو اُنہیں (منافقین کو) ہی پڑے گا ۔ اِنہوں نے جب یہ بات سُنی تو رسول اللہ علیہ السلام کو بتلائی ، رسول اللہ علیہ السلام نے کچھ لوگوں کو بُلا کر دریافت فرمایا ہوسکتا ہے کہ عبد اللہ ابن اُبی کو خود ہی بُلا لیا ہو تو اُنہوں نے قسمیں کھالیں کہ یہ بات نہیں ہے تو رسول اللہ علیہ السلام اِن سے خفا ہوگئے ، ناراض ہونا اَور بات ہے خفا ہونا اَور بات ہے خفا ہوگئے ، یہ کہتے ہیں کہ میرے چچا نے کہا کہ تم یہ چاہتے تھے کہ رسول اللہ علیہ السلام تمہیں جھوٹا قرار دیں اَور خفگی ذہن مبارک میں آئے کَذَّبَکَ وَ مَقَتَکَ ۔ کہتے ہیں میں بہت زیادہ پریشان رہا ، اِس سے زیادہ پریشانی کیا ہوسکتی ہے اُن کے لیے کہ جتنی یہ بات پریشان کُن تھی کہ رسول اللہ علیہ السلام کے ذہنِ مبارک میں اِن کی طرف سے خفگی ہوگئی ۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ کی قرآنی تائید :

لیکن چند ہی روز گزرے تو یہ آیتیں اُتریں اِذَا جَآءَكَ الْمُنَافِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ منافق آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں اللہ کے سچے رسول ہیں آپ ، وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ اللہ تعالیٰ جانتے ہیں یقیناً آپ خدا کے رسول ہیں وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ اللہ تعالیٰ یہ فرماتے ہیں شہادت دیتے ہیں کہ منافقین یقیناً جھوٹے ہیں یہ دعویٰ جو کرتے ہیں یہ قسمیں جو کھاتے ہیں اَور اِنہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے اِتَّخَذُوْآ اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً تو قسمیں کھالیتے ہیں جان بچ جاتی ہے ۔ یہ آیتیں اُتریں اَور وہ آیت بھی جو گزری کہ لَیُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ جو حضرت زید اِبن اَرقم اَنصاری رضی اللہ عنہ نے سُنی تھی بات ، اُس کی تصدیق قرآنِ پاک میں آگئی ۔ یہ واقعہ اِن کا ہے اَور اِن کی فضیلت ہے یہ ، تو یہ سچے ثابت ہوگئے رسول اللہ علیہ السلام نے پھر اِن کو بُلایا اَور منافقین کے مقابلہ میں اِن کی تصدیق فرمادی ۔ [1]

---

[1] بخاری شریف ص ۷۲۷

حضرت اَنس رضی اللہ عنہ کا دُکھ، یزید کے ہاتھوں اہلِ مدینہ کی پامالی اَور قتلِ عام :

حضرت اَنس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت آتی ہے اُس میں یہی کلمات ہیں اِس کے قریب معنٰی والے، وہ یہ فرماتے ہیں کہ میں بصرے میں تھا یا کہیں اَور تھا مدینہ شریف میں نہیں تھے اُن کو اِطلاع پہنچی کہ یزید ابنِ معاویہ نے مدینہ منورہ میں حملہ کر کے اِس اِس طرح سے لوگوں کو وہاں کے ختم کیا ہے، لڑائی تو رہی ہے ایک ہی دِن اَور مدینہ شریف کو یزید کے لشکر نے لڑ کر فتح کر لیا لیکن بعد میں جو محلے محلے کوچے کوچے سے آدمی آئے اَور اُن سے بات کی اُن کو بُلا یا بُلا کر اُن سے عہد لیا یزید کی وفاداری کا اِن الفاظ سے کہ ہم اُس (یزید) کے غلام ہیں عبید ہیں اَور جو نہیں یہ بات کہتا تھا اُس کو وہ مار دیتا تھا اِس طرح ہزار ہا آدمی اُس نے شہید کیے شہید ہونے والوں میں صحابہ رضی اللہ عنہم بھی ہیں اَور تابعین رحمہم اللہ تو ہیں ہی ہیں سب ہی تابعین تھے تقریبًا۔

حضرت اَنس رضی اللہ عنہ کو وہاں (دُور مدینہ سے باہر) اُن کی تفصیلات معلوم ہوئیں تو بڑے غمزدہ ہوئے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں بَلَغَهٗ شِدَّةُ حُزْنِیْ کہ زید اِبنِ اَرقم کو میرے غم کی شدت کی اِطلاع پہنچی۔

نبی علیہ السلام کی اَنصار کی تین نسلوں کے لیے دُعا :

تو اُنہوں نے مجھے ایک بات لکھی خوشخبری کی کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے یہ دُعا سُنی ہے آپ نے یہ دُعاء دی تھی اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْاَنْصَارِ وَلِاَبْنَاءِ الْاَنْصَارِ وَلِاَبْنَاءِ اَبْنَاءِ الْاَنْصَارِ [1] خداوندِ کریم اَنصار کی بخشش فرما اُن کی اَولاد کی بخشش فرما اَور اُن کی اَولاد کی اَولاد کو بھی بخش دے تین پشتوں تک کے لیے دُعاء رسول اللہ ﷺ نے ہمارے لیے فرمائی ہے۔ تو ایک مسلمان کے لیے اِس سے بڑی تسلی کی چیز کوئی نہیں ہو سکتی کہ اُس کے اِس دُنیا سے جانے والے رشتے داروں کے بارے میں یہ پتا چل جائے کہ یہ خیریت سے ہیں وہاں اُس عالَم میں تو اَنجام بہتر ہوا اِن کا، اِس لیے اَگر کسی آدمی کی موت بہت اچھی ہوتی ہے جس کو دیکھنے والے بھی محسوس کر لیں کہ بہت اچھی موت ہوئی ہے تو اُنہیں اُس کی موت کا غم نہیں رہتا غم میں کمی آتی ہے۔

ایک عجیب واقعہ :

بعض اَموات ایسی عجیب ہوتی ہیں بزرگوں میں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک صاحب گئے تعزیت کرنے اُن کے عزیز کی تو اُس نے کہا کہ تعزیت تو آپ بعد میں کریں پہلے اِن کی موت کا قصہ سُن لیں، انہوں

---

[1] بخاری شریف ص ۵۳۸ و مشکوۃ شریف ص ۵۷۷

نے پھر سُنا یا کہ موت کے وقت اُنہوں نے پانی مانگا ہم پانی لے کر آئے تو اُنہوں نے کہا کہ میں نے پی لیا ہے ہم نے کہا کس نے پلایا ہے، پانی تو لے کر میں آرہا ہوں تو اُنہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے پلایا ہے پھر اُن کا اِنتقال ہو گیا تو اَب اُن کی جو وفات ہوئی ہے اُس وفات کا صرف یہ اَفسوس رہ گیا کہ اَب رہتی دُنیا تک ملنا نہیں، باقی تو اُس کا اِیمان پر خاتمہ وہ نمایاں طرح سے محسوس ہوتا تھا۔

تو ایسی طرح سے تسلی کے لیے یہ کلمات اِستعمال کیے حضرت زید ابن اَرقمؓ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ بشارت دی ہے کہ اَنصار اَور اَنصار کے بیٹے اَور اَنصار کے پوتے یہ سب کے سب اللہ تعالیٰ اِن کو بخش دے تو جو مارے جانے والے تھے شہید ہونے والے تھے یزید کے لشکریوں کے ہاتھوں وہ یا اَنصار تھے یا اُن کی بیشتر اَولاد تھی یا اَولاد کی اَولاد تھی یہی زمانہ تھا اِس سے آگے کی نسلیں نہیں تھیں۔ اُن (حضرت اَنسؓ) سے پوچھا گیا کہ یہ کون ہیں زید ابن اَرقم؟ اُنہوں نے کہا کہ یہ وہ آدمی ہیں یہ وہ صحابی ہیں کہ جن کے کان کی بات کی اللہ تعالیٰ نے تصدیق کی صَدَّقَ اللّٰهُ بِاُذُنِهٖ اللہ تعالیٰ نے اُن کے کان کی تصدیق کی کہ اُنہوں نے جو سُنا تھا وہ صحیح تھا اَور جو منافقین نے آکر بیان دیا حلفی وہ غلط تھا۔

اُس میں ایک بات اَور ثابت ہوتی ہے کہ اَنصار تو ہوئے صحابی اُن کی اَولاد سے مراد وہ اَولاد ہے جو رسول اللہ ﷺ کے دُنیا سے رُخصت ہونے کے بعد پیدا ہوئی کیونکہ وہ صحابی نہیں تابعی ہیں اَور اُن کے بھی بعد جو اَولاد در اَولاد ہے وہ وہ ہیں کہ جنہوں نے صحابہ کو بھی نہیں دیکھا تابعین کو صرف دیکھا ہے تبع تابعین ہوئے وہ، تو تبع تابعین میں تو آجاتے ہیں تقریبًا سارے ہی اِمام۔

اَنصاری زیادہ تعداد میں شہید ہوئے :

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پورے عرب میں اَیسا قبیلہ نہیں ہے کہ جس میں سب سے زیادہ شہید ہوں، قیامت کے دِن شہداء اُٹھیں سوائے اَنصار کے [۱]، تو شہداء میں اَنصار کی تعداد بہت زیادہ ہو گئی۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے آخرت میں ہمیں اُن کا ساتھ نصیب فرمائے، آمین۔ اختتامی دُعاء...

---

[۱] مشکوۃ شریف ص ۵۸۱

علمی مضامین سلسلہ نمبر ۴۰

"الحامد ٹرسٹ" نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم خطوط اور مضامین کو سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جو تاحال طبع نہیں ہو سکے جبکہ ان کی نوع بنوع خصوصیات اس بات کی متقاضی ہیں کہ افادۂ عام کی خاطر اِن کو شائع کر دیا جائے۔ اسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد و اخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تاکہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔ (اِدارہ)

شہد کے فوائد

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ .

جناب رسالت مآب ﷺ کی غذا مبارک بہت سادہ ہوتی تھی کہ آپ کے لیے کبھی پراٹھا نہیں پکایا گیا لیکن جو چیزیں مرغوب تھیں اَور جس مقدار میں آپ استعمال فرماتے تھے اُن کے منافع اِس قدر زیادہ ہیں کہ وہ حیات، صحت وقُوائے حیوانیہ کے لیے اِس درجہ نفع بخش ہیں کہ اگر اِنسان اُن پر عمل کرتا رہے تو آخر وقت تک جہاد کے قابل رہ سکتا ہے۔ اُس زمانہ میں جو طبیب اُس علاقہ کو پسماندہ سمجھ کر آئے اُنہوں نے دیکھا کہ یہاں کوئی (سوائے موسمی عوارض کے) بیمار ہی نہیں ہوتا۔

آنحضرت ﷺ کی اَشیاءِ مرغوبہ میں شہد بھی ہے جو عجائباتِ قدرت میں ہے۔

حق تعالیٰ نے اِرشاد فرمایا ہے :

وَاَوْحٰی رَبُّکَ اِلَی النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِیْ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا یَعْرِشُوْنَ ○ ثُمَّ کُلِیْ مِنْ کُلِّ الثَّمَرَاتِ فَاسْلُکِیْ سُبُلَ رَبِّکِ ذُلُلاً ط یَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِھَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُہٗ فِیْہِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ط اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ . (پ ۱۴ رکوع ۱۴)

نوٹ : حضرت اَقدس کی یہ تحریر حکیم صاحب مرحوم کی کتاب پر تقریظ ہے۔

''اَور آپ کے پروردگار نے شہد کی مکھی کے دِل میں ڈالا کہ تو گھر بنا کچھ پہاڑوں میں کچھ درختوں میں اَور کچھ عمارتوں میں (چھپروں میں) پھر ہر ہر (قسم کے) پھلوں سے (رس) کھا، پھر اپنے پروردگار کے راستوں پر چل جو تیرے لیے آسان ہیں۔ اِس کے پیٹ کے اَندر سے ایک مشروب نکلتا ہے اُس کی رنگتیں مختلف ہوتی ہیں اِس میں لوگوں کے لیے شفاء ہے۔ اِس کے اندر (بڑی) نشانی ہے اُن لوگوں کے لیے جو غور و فکر سے کام لیتے ہیں۔''

شہد اَور شہد کی مکھی اُس کی عقل اَور دانائی اُس کی صنّاعی یہ سب بقدرتِ الٰہی ہیں۔ اِس لیے اُنہیں نشانی فرمایا گیا۔ شہد کی مکھی اپنی فراست، دانائی اَور عقلی توانائی کے لحاظ سے ساری حیوانی دُنیا میں ممتاز ہے۔ یورپ میں بھی اِن کی فراست دانائی حسنِ انتظام و تدبیر پر بہت کتابیں لکھی گئی ہیں۔ حق تعالیٰ نے اِسے اپنی طرف منسوب فرمایا ہے کیونکہ اُس نے اِس چھوٹی سی مخلوق کی فطرت میں یہ چیزیں رکھی ہیں اِن کا چھتہ بھی کاریگری کا حیرت انگیز نمونہ ہوتا ہے۔

اِس کے بعد شہد کی ساخت کا ذکر فرمایا گیا کہ یہ مکھی اپنے چھتہ سے بعض اَوقات بہت دُور میلوں نکل جاتی ہے وہاں پھلوں پھولوں سے رس لیتی ہے پھر اپنے چھتہ میں واپس آجاتی ہے۔ راستہ کی یہ پہچان عطاء کرنا باری تعالیٰ ہی کا کام ہے۔

تیسری چیز شہد کی پیدائش اَور اُس کا وجود میں آنا بتلایا گیا اَور یہ کہ بہت قسم کا ہوتا ہے صرف ملکِ عرب میں آٹھ نو قسم کا پایا جاتا ہے جو رنگت میں ایک دُوسرے سے ممتاز ہوتا ہے۔

چوتھی چیز یہ بتلائی گئی کہ اُن کے ذریعہ ایک مشروب حاصل ہوتا ہے اِس میں تاثیرِ شفاء رکھی گئی ہے۔ اِس کے منافع و فضائل طب عربی، آیورویدک اَور ڈاکٹری سب کے نزدیک مسلّم ہیں۔

حدیثِ پاک میں آتا ہے کہ ایک صاحب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کیا کہ میرے بھائی کو اِسہال (دستوں) کی تکلیف ہے رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ اِسے شہد پلاؤ اُنہوں نے شہد پلایا پھر آئے عرض کیا کہ میں نے پلایا ہے مگر اُس سے دستوں میں اِضافہ ہوگیا۔ تین بار اِسی طرح ہوا پھر وہ چوتھی مرتبہ آئے تو آقائے نامدار ﷺ نے (پھر) اِرشاد فرمایا اِسے شہد پلاؤ اُس نے عرض کیا کہ میں نے

(بار بار) پلایا ہے اِس سے دستوں میں زیادتی ہی ہوئی ہے۔ جناب رسالتماب ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ نے سچ اِرشاد فرمایا ہے اَور تمہارے بھائی کا پیٹ غلطی کر رہا ہے (یعنی آپ نے اِسکے یقیناً مفید ہونے کے لیے خبر دی) تو اُنہوں نے (پھر) پلایا۔ اِس دفعہ اِسے صحت ہوگئی۔ (بخاری و مسلم بحوالہ مشکوۃ ص ۳۸۷)

آپ کے سامنے اِس کتاب میں اُن اَجزاء کا بھی تذکرہ آرہا ہے جو شہد کے اَندر باری تعالیٰ نے اپنی قدرتِ کاملہ سے جمع فرمادیے ہیں۔ اِن سے جدید تجزیہ کی روشنی میں اِس حدیثِ پاک کی حقیقت سامنے آتی ہے۔

اللہ تعالیٰ جناب محترم الحاج حکیم نور احمد صاحب مدظلہم کی اِس تحریری خدمت کو نفع خلق کے لیے قبول فرمائے اُن کے لیے صدقہ جاریہ بنائے۔ اُن کے اَوقات و عمر میں برکت دے اَور اُن کے اِرادوں کو قبول فرما کر طب نبوی کی پسندیدہ غذاؤں کے فوائد پر مبسوط تحریرات کی توفیق بخشے، آمین۔

حامد میاں غفرلہٗ

جمعہ ۱۸ر جمادی الثانی ۱۳۹۸ھ

۲۶ر مئی ۱۹۷۸ء

دُعائے صحت کی اپیل

کراچی میں جامعہ مدنیہ جدید کے سرپرست بڑے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اَجل حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحب مدظلہم کافی عرصہ سے علیل ہیں قارئین کرام سے اُن کے لیے دُعائے صحت کی درخواست کی جاتی ہے۔ نیز کراچی میں حافظ کاملین صاحب اَور الحاج اِدریس صاحب بھی کافی علیل ہیں اُن کے لیے بھی دُعائے صحت کی درخواست ہے۔ (اِدارہ)

قسط : ۳

اَنفاسِ قدسیہ

قطبِ عالم شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد صاحب مدنی کی خصوصیات

حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب بجنوری
فاضل دارُالعلوم دیوبند وخلیفہ مجاز حضرت مدنی

❁ ❁ ❁

خصوصیاتِ درس :

جس طرح ہمارے حضرت اپنے کمالِ علم وفضل میں مثیل وعدیل نہیں رکھتے تھے اِسی طرح آپ اپنے حلقۂ درس کی خصوصیات کے خاتم ہیں اَور شاید صدیوں اُن اَوصاف کا حامل حلقہ درس کو میسر نہ آسکے ۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

مسندِ درس پر سینکڑوں طلباء کے درمیان آپ ایسے معلوم ہوتے تھے گویا شفیق باپ ہیں۔ حلقہ میں غبی سے غبی اَور ذکی سے ذکی طالب علم موجود ہوتا تھا لیکن کبھی ایسا نہیں ہوا کہ طلبہ کے جا اَور بے جا سوالات سے آپ کو تکدّر رہا ہو۔ ایسا بھی ہوتا رہتا تھا کہ آپ نے کسی مسئلہ پر دو تین گھنٹہ تقریر فرمائی اَور حلقۂ درس میں سے کسی نے عرض کر دیا کہ میری سمجھ میں نہیں آیا یا میں موجود نہیں تھا تو بلا کسی ناگواری کے پھر اُسی تقریر کو اُسی اَنداز سے مکرر دَوہرا دیتے تھے تاکہ طالب علم کے ذہن میں مطلب ذہن نشین ہو جائے۔ حضور ﷺ کی عادتِ شریفہ بھی یہی تھی کہ اِلفاظ اَور کلمات کی تکرار فرما دیا کرتے تھے۔

آپ کا سلسلہ درس دو دو تین تین گھنٹہ مسلسل رہتا اَور سالانہ اِمتحان کے زمانہ میں تو نمازِ فجر سے لے کر رات بارہ بجے تک رہتا تھا، درمیان میں تھوڑی دیر ضروریات کے لیے وقفہ ہوتا تھا۔ باوجود اِس کے طلباء کا یہ حال ہوتا کہ اُکتاتے نہیں تھے۔ دورانِ سبق ایسا علمی مزاح فرماتے کہ تمام طلباء فرحت اَور اِنبساط سے پھر تازہ دم ہو جاتے۔ ایک مرتبہ ایک طالب علم نے عرض کیا کہ حضرت مکہ معظّمہ کی کھجوریں عنایت فرما

دیجیے۔ حضرت نے فورًا اِرشاد فرمایا: کیا مکہ معظّمہ میں کھجوریں پیدا ہوتی ہیں اَور قرآن شریف کی یہ آیت تلاوت فرمائی: رَبَّنَآ اِنِّیْ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ ذَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِكَ الْمُحَرَّمِ (الآیة) اے ہمارے رب میں اپنی اَولاد کو ایک بنجر وادی میں تیرے محترم گھر کے قریب آباد کرتا ہوں۔

صاحبِ علم حضرات جانتے ہیں کہ حضرتؒ نے اِس جواب میں کیا علمی نکتہ بیان فرمایا ہے، کھجوریں مکہ شریف میں پیدا نہیں ہوتیں بلکہ مدینہ منورہ طائف وغیرہ سے آکر فروخت ہوتی ہیں۔

حدیث نبوی سے آپ کو بہت شغف تھا پہلے بخاری اَور ترمذی دونوں کتابیں پڑھاتے تھے۔ آخر میں (غالبًا ۱۳۷۲ھ سے) بوجہ ضعف کے شورٰی نے صرف بخاری شریف ہی آپ کے لیے تجویز فرمائی، ہر دو کتاب اپنی خصوصیات کی وجہ سے جن اَوصاف کی حامل ہیں، علماء اُن سے بخوبی واقف ہیں اِن دونوں کتابوں کا پڑھانا کسی معمولی عالم کا کام نہیں ہے۔ یوں پڑھانے کو تو آج کل ہر مدرسہ میں بخاری اَور ترمذی پڑھائی جاتی ہے اَور ہر مدرسہ کا صدر مدرس شیخ الحدیث ہے۔

روزانہ دَرس شروع کرنے سے پیشتر یہ خطبہ اِرشاد فرماتے تھے :

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ . اَمَّابَعْدُ فَاِنَّ اَصْدَقَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَخَیْرَ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا وَکُلُّ مُحْدَثَۃٍ بِدْعَۃٌ وَکُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ وَکُلُّ ضَلَالَۃٍ فِی النَّارِ وَبِالسَّنَدِ الْمُتَّصِلِ اِلَی الْاِمَامِ الْحَافِظِ الْحُجَّۃِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ فِی الْحَدِیْثِ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْمَاعِیْلَ بْنِ الْمُغِیْرَۃِ بْنِ بَرْدِذْبَۃَ الْجُعْفِیِّ الْبُخَارِیِّ رَحِمَھُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی وَنَفَعَنَا بِعُلُوْمِہٖ اٰمِیْنَ اِنَّہٗ قَالَ

تمام اَنبیاء کے نام کے ساتھ علیہ الصلوۃ والسلام اَور صحابہ کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہم اَور بزرگوں کے نام کے ساتھ رحمہم اللہ لگاتے تھے اگر کوئی بھی طالب علم اِس قاعدہ کے خلاف پڑھتا تو فورًا آپ تنبیہ فرماتے۔ بخاری شریف کے رات کے درس میں خود ہی قراءت فرماتے اَور ساتھ ساتھ تقریر بھی فرماتے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ محدثین سے منقول ہے کہ یا تو تلمیذ پڑھتا اَور اُستاذ سنتا یا قراءت کرتا اَور تلامذہ سنتے

تھے۔ اِسی وجہ سے میں بھی پڑھتا ہوں اَور تم لوگوں سے بھی پڑھواتا ہوں۔

درسِ حدیث کے وقت روایت اَور دِرایت دونوں طرح پورا بیان فرماتے تھے۔ متنِ حدیث یا سندِ حدیث میں اَور کہیں کمزوری، ضعف یا اِضطراب ہوتا تو اُس کو مع حوالہ بیان فرماتے اَور اپنی رائے بھی ظاہر فرمادیتے تھے۔ اکثر دفعہ ایسا ہوتا تھا حدیث کے رُواۃ کے بارے میں کلام کرتے وقت رُواۃ سے متعلق مشہور واقعات کو بھی بیان فرمادیتے تھے مثلاً جامع ترمذی کے باب ''مَا یَقُوْلُ اِذَا دَخَلَ الْخَلَا'' میں مصنف کے کلام فی اِسنادہ اِضطراب پر تقریر فرماتے ہوئے قتادہ (جو مذکورہ باب کی حدیث کے رُواۃ میں سے ہیں) کے بارے میں فرمایا کہ قتادہؒ تابعی ہیں حضرت اَنسؓ کے شاگرد ہیں ۶۱ ھ میں پیدا ہوئے اُن کا حافظہ بڑے غضب کا تھا علم نہایت وسیع تھا۔ سعید بن مسیّبؒ جو بڑے تابعی ہیں اِن کی خدمت میں حاضر ہوئے تین دن تک برابر حدیث سنتے رہے اَور اعتراضات کرتے رہے تیسرے روز سعید بن مسیّبؒ نے فرمایا اَے اَندھے نکل جا! تو نے تو مجھے خشک کردیا۔ کیا وہ اَحادیث جو تو نے مجھ سے سنی ہیں سنا سکتا ہے؟ قتادہؒ نے تینوں دِنوں کی حدیثیں سنا ڈالیں۔ تب سعید بن مسیّبؒ نے فرمایا کہ میں نے تجھ جیسے حافظہ کا آدمی نہیں دیکھا۔

غرض کہ ہمارے حضرتؒ حدیث پر ہر نوعیت سے کلام کرتے تھے حدیثِ قُلّتین پر متعدد اِشکالات شافعیہ پر قائم کردیے اَور ہر اِشکال کو مدلّل بیان کیا اَور حنفی مسلک کو قرآن و حدیث کی روشنی میں ایسے واضح طور سے بیان فرمایا کہ عقل دَنگ رہ گئی۔ عموماً ایسا ہوتا تھا کہ مخالف مسلک کو متدل بنادیتے تھے۔ غرض کہ ہر فن میں آپ نے ایسے نقوش چھوڑے ہیں جو رہتی دُنیا تک باقی رہیں گے، اِنشاء اللہ۔

شاگردوں کی تعداد :

دارالعلوم دیوبند نے حضرتؒ کے وصال تک اپنی پوری زندگی میں ۶۶۳۰ فضلاء پیدا کیے اِن میں سے ۳۸۵۶ حضرت قدس سرہ کے شاگرد ہیں۔

علمی تصانیف :

اَفسوس ہے کہ حدیث یا تفسیر یا فقہ میں آپ نے کوئی یادگار نہیں چھوڑی اَور اِس کی وجہ جہادِ حریت کی شرکت اَور کثرتِ اَسفار ہیں لیکن ہزاروں شاگرد ایسے چھوڑے ہیں جو بحمد اللہ بخاری و ترمذی کی شرح عربی زبان میں لکھ سکتے ہیں باوجود اِتنی مشغولیتوں کے زبانِ اُردو میں متعدد تصانیف ہیں جو نہایت اعلیٰ معیار کی ہیں۔

(۱) حواشی قرآن شریف :

حضرت شیخ الہند کے ترجمہ قرآن پاک کے بقیہ حواشی کا کام اَولاً آپ کے سپرد ہوا تھا اَور غالبًا آپ نے ایک یا دو پاروں کے حواشی بھی تحریر فرما کر مولانا مجید حسن صاحب کے سپرد کر دیے تھے اَور تکمیل کے لیے معذرت چاہی تھی مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی کا نام پیش فرمایا تھا۔ مجھے اَفسوس اَور صدمہ ہے کہ مالک اَخبار مدینہ کے پاس سے یہ حواشی معلوم نہیں کیا ہوئے صرف ایک دفعہ دیکھنے کی توفیق ہوئی اِس کے بعد کیا ہوا معلوم نہیں۔

(۲) نقشِ حیات :

یہ آپ کی خود نوشت سوانح حیات ہے جس میں آپ نے تاریخ ہند کے پس منظر میں علماء حق کے سیاسی مؤقف کو نہایت شرح و بسط سے بیان فرمایا ہے اِس لیے اگر ہم اِس عظیم کتاب کو ہندوستان کے حریت پسند مسلمانوں کی جدوجہدِ آزادی کا منشور کہیں تو بے جا نہ ہوگا، ساتھ ہی ساتھ اِس میں سالکین کے لیے سلوک کا سرمایہ بھی جمع کر دیا گیا ہے۔

(۳) مکتوبات :

دراَصل اِن مکتوبات کو قرآن کی تفسیر اَور حدیث اَور فقہ کی شرح کہا جائے تو مناسب ہے۔ یہ مجموعہ تین ضخیم جلدوں میں پھیلا ہوا ہے۔ یہ وہ مکتوبات ہیں جو آپ نے حالتِ سفر و حضر میں بلا کسی کتاب کی اِمداد کے اپنی قوتِ حافظہ سے تحریر فرمائے اَور مختلف قسم کے بیشمار مسائل کو حل فرمایا ہے۔

(۴) سلاسلِ طیبہ :

اِس کتاب میں آپ نے خاندانِ اَربعہ چشتیہ، سہروردیہ، نقشبندیہ، قادریہ وغیرہ کو بصورتِ نظم (اُردو، فارسی، ونثر، عربی) جمع کیا ہے اَور دیگر پند و نصائح اَور اِبتدائی سلوک کی باتیں تحریر فرمائی ہیں۔

(۵) اِیمان و عمل، اَور مودودی دَستور کی حقیقت :

ہر دو کتاب ردِّ مودودیت پر مایہ ناز تصانیف ہیں جن میں جماعتِ مودودی کا باطل ہونا قرآن و حدیث کی روشنی میں ثابت کیا ہے۔ اِس کے علاوہ الشہاب الثاقب، متحدہ قومیت، سول میرج، مسٹر جناح کا پُراَسرار معمہ اَور اِس کا حل، تعلیم ہند، اَسیرِ مالٹا وغیرہ سیاسی اَور مذہبی کتابیں آپ کی یادگار ہیں۔ (جاری ہے)

قسط : ۲۰

تربیتِ اَولاد

﴿ اَز افادات : حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی ﴾

زیرِ نظر رسالہ ''تربیتِ اولاد'' حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کے افادات کا مرتب مجموعہ ہے جس میں عقل و نقل اور تجربہ کی روشنی میں اَولاد کے ہونے، نہ ہونے، ہوکر مرجانے اور حالتِ حمل اور پیدائش سے لے کر زمانۂ بلوغ تک رُوحانی و جسمانی تعلیم و تربیت کے اِسلامی طریقے اور شرعی احکام بتلائے گئے ہیں۔ پیدائش کے بعد پیش آنے والے معاملات، عقیقہ، ختنہ وغیرہ اُمور تفصیل کے ساتھ ذکر کیے گئے ہیں، مرد عورت کے لیے ماں باپ بننے سے پہلے اور اُس کے بعد اِس کا مطالعہ اولاد کی صحیح رہنمائی کے لیے انشاء اللہ مفید ہوگا۔ اِس کے مطابق عمل کرنے سے اَولاد نہ صرف دُنیا میں آنکھوں کی ٹھنڈک ہوگی بلکہ ذخیرۂ آخرت بھی ثابت ہوگی اِنشاء اللہ۔ اللہ پاک زائد سے زائد مسلمانوں کو اِس سے استفادہ کی توفیق نصیب فرمائے۔

مکتب یعنی بسم اللہ کی رسم کا بیان :

ایک بسم اللہ کی رسم ہے جو بڑے اہتمام اَور پابندی کے ساتھ لوگوں میں جاری ہے۔

☆ چار برس چار مہینے چار دِن کا ہونا اپنی طرف سے مقرر کرلیا ہے جو بالکل بے اَصل ہے پھر اِس کی اِتنی پابندی کہ چاہے جو کچھ ہوجائے اِس کے خلاف نہ ہونے پائے اَور جاہل لوگ تو اِس کو شریعت ہی کی بات سمجھتے ہیں جس کی وجہ سے عقیدہ میں خرابی اَور شریعت میں ایک حکم کا اِضافہ کرنا لازم آتا ہے۔

☆ دُوسری خرابی مٹھائی بانٹنے کی بے حد پابندی ہے کہ جس طرح بھی ہوسکے جبرًا قہرًا ضرور کرو ورنہ بدنام ہو۔ پھر شہرت اَور دِکھلاوے کے لیے اَور واہ واہ سُننے کے لیے کرنا یہ اَلگ گناہ ہے۔

☆ بعض لوگ بچہ کو اُس وقت خلافِ شرع لباس پہناتے ہیں، یہ بھی گناہ ہے۔ مناسب طریقہ یہ ہے کہ جب لڑکا بولنے لگے اُس کو کلمہ سکھلاؤ پھر کسی دین دار بزرگ کی خدمت میں لے جاکر بسم اللہ کہلادو اَور

اِس نعمت کے شکریہ میں اگر دِل چاہے تو بغیر کسی پابندی کے جو توفیق ہو چھپا کر خدا کی راہ میں کچھ خیرات کر دو لوگوں کو دِکھلا کر ہرگز مت کرو۔

☆ اَور اِس کے قریب قریب قرآن شریف ختم ہونے کے بعد کی رسمیں ہوتی ہیں اَور اُن میں بھی بہت سی غیر ضروری باتوں کی پابندی کی جاتی ہے اَور بہت سی باتیں ناموری کے لیے کی جاتی ہیں جیسے مہمانوں کو جمع کرنا، کسی کو جوڑے دینا، وغیرہ (اصلاح الرسوم، بہشتی زیور)

بچوں کو تعلیم کس عمر سے دِلانا چاہیے :

رسول اللہ ﷺ نے سب سے زیادہ ضروری چیز کے لیے یعنی نماز کے لیے سات برس قرار دیے ہیں۔ تو میں تو یہی سمجھتا ہوں کہ یہی عمر پڑھنے کے لیے بھی مناسب ہے اَلبتہ زبانی تعلیم اَور (دُعائیں وغیرہ) یاد کرادینا یہ پہلے سے بھی جاری رکھیں۔ اَور چار برس اَور چار مہینے اَور چار دِن تجویز کر کے لوگوں نے اپنی طرف سے رسم مقرر کر لی ہے، شریعت میں اِس کی کوئی اَصل نہیں۔ (ملفوظات کمالاتِ اشرفیہ)

بچوں کی تعلیم کا طریقہ :

جب بچہ سیانا ہو جائے تو اُس کو نماز کی سورتیں اَور دعائیں زبانی یاد کرائے اَور نماز پڑھائے اَور لڑکی ہو تو اُس کو پردہ میں بٹھائے۔ اَور جب پڑھنے کے قابل ہو جائے تو اُس کو کسی ایسے مکتب میں جس کا اُستاذ شفیق اَور دین دار ہو بٹھلا دے۔ اَور لڑکی ہو تو زنانہ مکتب میں بٹھلا دے مگر جو آج کل زنانہ اسکول اِیجاد ہوئے ہیں اُن کی آب وہوا (ماحول) اچھی نہیں اُن سے بچائے۔

سب سے پہلے بچہ کو قرآن شریف پڑھوائے۔ اگر دماغ متحمل ہو تو حفظ کرانا اَفضل ہے ورنہ ناظرہ ہی سہی مگر صحیح قرآن پڑھنے والے سے پڑھوائے۔ اگر قرآن حفظ کرائے تو قرآن پورا ہونے کے بعد اَور اگر ناظرہ پڑھوائے تو نصف قرآن کے بعد ایک ایک سبق دینی کتابوں کا شروع کرادے اَور اُن اَسباق کے ساتھ تھوڑا سا وقت نکال کر بقدرِ ضرورت کچھ حساب و اِملاء و اِنشاء کی بھی مشق ضرور کرادی جائے کہ اِن چیزوں سے دین میں بھی مدد ملتی ہے۔

اگر اللہ تعالیٰ فراغت دے تو عربی کی تعلیم بھی کرادے (یعنی عالم بنادے) کیونکہ اِس زمانہ میں اِس کی بڑی سخت ضرورت ہے ورنہ کوئی حلال اَور طیب (پاکیزہ) پیشہ کسبِ معاش کے لیے سکھلا دے تاکہ

پریشانی سے ہمیشہ محفوظ رہے۔ سیانے لڑکے کو علماء و مشائخ کی مجلس میں اپنے ساتھ لے جایا کریں کہ اِن حضرات کی صحبت و توجہ کی برکت دین و طاعت میں پختگی کا ذریعہ ہے۔

بچوں کی تعلیم سے متعلق ضروری ہدایات :

☆ پڑھنے میں بچہ پر بہت محنت نہ ڈالے، شروع میں ایک گھنٹہ پڑھنے کا مقرر کرلے پھر دو گھنٹے پھر تین گھنٹے اِسی طرح اُس کی صحت اَور طاقت کے مطابق اُس سے محنت لیتا رہے اَیسا نہ کرے کہ سارا دِن پڑھاتا رہے، ایک تو تھکن کی وجہ سے بچہ جی چرانے لگے گا پھر زیادہ محنت سے دل و ماغ خراب ہو کر ذہن اَور حافظہ میں فتور آجائے گا اَور بیمار کی طرح کی سُست رہنے لگے گا پھر پڑھنے میں جی نہ لگائے گا۔

☆ معمولی چھٹیوں کے سوا سخت ضرورت کے بغیر بار بار چھٹی نہ دِلوائیں۔

☆ جہاں میسر ہو علم و فن سکھلائیں، ایسے آدمی سے سکھلائیں جو اِس میں پورا عالم اَور کامل ہو۔ بعض آدمی سستا معلم (اُستاد) رکھ کر اُس سے تعلیم دِلواتے ہیں، شروع ہی سے طریقہ بگڑ جاتا ہے پھر دُرستگی مشکل ہو جاتی ہے۔

☆ آسان سبق ہمیشہ تیسرے پہر کے وقت مقرر کریں اَور مشکل سبق صبح کو کیونکہ اَخیر وقت میں طبیعت تھکی ہوئی ہوتی ہے مشکل سبق سے گھبرائے گی۔

☆ بچوں کو خصوصًا لڑکی کو پکانا اَور سینا ضرور سکھلاؤ۔ (بہشتی زیور)

ہندی اَنگریزی تعلیم سے پہلے بچہ کو قرآن اَور دینی تعلیم پڑھائیں :

سب سے پہلے مسلمان بچہ کو قرآن پڑھانا چاہیے کیونکہ تجربہ ہے کہ تھوڑی عمر میں علوم حاصل کرنے کی اِستعداد تو ہوتی نہیں تو قرآن مفت پڑھالیا جاتا ہے ورنہ وہ وقت بیکار ہی جاتا ہے (اِسی لیے ضروری ہے کہ) دینی تعلیم ہونا چاہیے خواہ اُردو میں ہو یا عربی میں مگر اَنگریزی سے پہلے ہو کیونکہ پائدار نقش پہلی چیز کا ہوتا ہے۔ یہ مناسب نہیں معلوم ہوتا کہ آنکھ کھولتے ہی انگریزی ہی انگریزی میں اُن کو لگا دیا جائے۔ اَوّل تو قرآن شریف پڑھاؤ اگر پورا نہ ہو تو دس پارے ہی سہی اَور اِس کے ساتھ ہی روزانہ تلاوت کا بھی اہتمام رکھو اَور اِس کے بعد کچھ رسالے دینی مسائل کے اگرچہ اُردو ہی میں ہوں اُن کو کسی عالم سے پڑھواؤ اَور اِس کے ساتھ ہی اگر دین کے خلاف کوئی بات پیدا ہو تو فورًا تنبیہ کرو، اگر باز نہ آئے تو انگریزی چھڑا دو۔ (جاری ہے)

اُمتِ مسلمہ کی مائیںؓ قسط : ۱۹

حضرت جویریہ بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا

﴿ حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی صاحب بلند شہری ﴾

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنے کے بعد آنحضرت ﷺ نے حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔ اِن کے والد کا نام حارث تھا۔ غزوۂ بنی المصطلق کے موقع پر قید ہو کر آئی تھیں جس کی پوری تفصیل یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کو خبر پہنچی کہ قبیلہ بنی المصطلق کے لوگ مجھ سے جنگ کرنے کی تیاری کر رہے ہیں جن کا قائد حارث بن ابی ضرار ہے (یہ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے والد تھے بعد میں مسلمان ہوئے) لہٰذا آنحضرت ﷺ سات سو صحابہؓ کو لے کر اپنے پیچھے مدینہ منورہ کا اِنتظام حضرت ابوذر غفاریؓ یا نمیلہ بن عبد اللہ اللیثیؓ کے سپرد کر کے بنو المصطلق سے جہاد کرنے کے لیے روانہ ہوئے ، یہ شعبان ۵ ہجری یا ۶ ھ کا واقعہ ہے۔

چلتے چلتے بنو المصطلق سے ایک تالاب کے کنارے مڈبھیڑ ہوگئی جسے مُرَیْسِیعْ کہتے ہیں۔ اِسی وجہ سے اِس غزوہ کو غزوۂ المریسیع بھی کہتے ہیں۔ حملہ کرنے سے پہلے آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ دُشمنوں سے پکار کر کہہ دو : قُوْلُوْا لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ تَمْنَعُوْا بِھَا اَنْفُسَکُمْ وَاَمْوَالَکُمْ. لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ کا اِقرار کرلو۔ ایسا کرنے سے تمہاری جان و مال محفوظ ہو جائیں گے لیکن دُشمنوں نے مبارک کلمہ کے پڑھنے اَور ماننے سے اِنکار کر دیا اَور تیر پھینکنے شروع کر دیے لہٰذا آنحضرت ﷺ نے صحابہ کو حملہ کرنے کا حکم دیا چنانچہ سب صحابہ نے بیک وقت اُن پر حملہ کر دیا جس کے نتیجہ میں بنو المصطلق نے شکست کھائی اَور بنو المصطلق کے دس آدمی مارے گئے۔ جن میں سے دو آدمیوں کو سیدنا علی مرتضی کرم اللہ وجہہٗ نے قتل کیا اَور ایک صحابی حضرت ہشام رضی اللہ عنہ نے جامِ شہادت نوش کیا۔ (البدایہ)

حرمِ نبوت میں آنا :

اِس غزوہ میں بڑی بھاری تعداد میں قیدی ہاتھ آئے اَور مال بھی بہت ملا۔ حضرت جویریہؓ بھی

قیدیوں میں تھیں۔ سیّدِ عالم ﷺ نے اُن قیدیوں کو اپنے صحابہؓ میں تقسیم فرمایا۔ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا اِس تقسیم میں حضرت ثابت بن قیسؓ بن شماس یا اُن کے چچازاد بھائی کے حصہ میں آگئیں لیکن اُنہوں نے باندی بن کر رہنا پسند نہ کیا اَور حضرت ثابتؓ یا اُن کے چچیرے بھائی سے کتابت کا معاملہ طے کر لیا[1] یعنی یہ بات طے کر لی کہ اِس قدر مال تم کو دے دُوں گی تو تم مجھے آزاد کر دو گے۔ معاملہ طے کر کے سیّد عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اَور عرض کیا کہ میں حارث بن ابی ضرار کی لڑکی ہوں جو سردارِ قوم ہے اَور مجھے جس مصیبت نے گھیرا ہے وہ آپ سے پوشیدہ نہیں ہے یعنی ثابت بن قیس (یا اُن کے چچیرے بھائی) کے حصہ میں آگئی ہوں اَور اُن سے کتابت کا معاملہ کر لیا ہے جس کے لیے مال کی ضرورت ہے آپ سے اِس بارے میں مدد چاہتی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اِس سے بہتر بات تمہیں نہ بتاؤں؟ عرض کیا، کیا؟ فرمایا کہ میں تمہاری طرف سے مال اَدا کر دُوں اَور تم سے نکاح کر لوں۔ حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ مجھے منظور ہے چنانچہ آپ ﷺ نے اُن کی طرف سے مال اَدا فرما دیا اَور اُن کو آزاد کرا کر خود اُن سے نکاح کر لیا۔ (البدایہ)

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے پہلے شوہر کا نام مسافع بن صفوان تھا جو اِسی جنگ میں مارا گیا جس میں حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا قید ہو کر آئی تھیں۔ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی تھیں کہ آنحضرت ﷺ جب بنو المصطلق سے جہاد کرنے کے لیے پہنچے تھے تو اُس سے تین روز پہلے میں نے خواب میں دیکھا تھا مدینہ سے چاند چل کر میری گود میں آکر گرا۔ میں نے کسی کو اپنا خواب ظاہر کرنا مناسب نہ سمجھا حتی کہ آپ جہاد کے لیے تشریف لے گئے اَور جب ہم قید کر لیے تو مجھے اپنے خواب کے پورا ہونے کی اُمید بندھ گئی جو اَلحمد للہ پوری ہوئی اَور مجھے سیّد عالم ﷺ نے آزاد فرما کر اپنے نکاح میں لے لیا۔ (البدایہ)

حرمِ نبوت میں آنے سے پوری قوم کا بھلا ہوا :

جب سیّد عالم ﷺ نے حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرما لیا تو یہ خبر سارے مدینہ میں گونج گئی۔ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کی قوم و خاندان کے سینکڑوں قیدی صحابہؓ کے گھروں میں موجود تھے جو

---

[1] حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ نے حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے نو اَوقیہ سونے پر کتابت کا معاملہ کیا تھا۔ ایک اَوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے اَور ایک درہم ۳ ماشہ ایک رتی اَور ۵/۱ رتی کا ہوتا ہے۔

غلام بنا کر تقسیم کر دیے تھے۔ نکاح کی خبر پھیلتے ہی حضرات صحابہؓ نے سب کو اِس احترام کے پیشِ نظر آزاد کر دیا کہ اَب تو یہ سیّد عالم ﷺ کے سسرال والے ہوگئے اِن کو غلام بنا کر کیسے رکھیں؟ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے اِس بارے میں گفتگو بھی نہ کی تھی مسلمانوں نے خود ہی میری قوم اَور خاندان والوں کو آزاد کر دیا جس کی خبر میری ایک چچا کی لڑکی نے مجھے دی، یہ سن کر میں نے اللہ کا شکر اَدا کیا۔ (البدایہ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اِس واقعہ کے متعلق فرمایا :

فَلَقَدْ اُعْتِقَ بِتَزْوِیْجِہٖ اِیَّاھَا مِأَۃُ اَھْلِ بَیْتٍ مِّنْ بَنِی الْمُصْطَلِقِ فَمَا اَعْلَمُ امْرَأَۃً اَعْظَمَ بَرَکَۃً عَلٰی قَوْمِھَا مِنْھَا. (البدایہ والاصابۃ)

آنحضرت ﷺ کے جویریہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لینے سے بنو المصطلق کے سو گھرانے آزاد ہوئے، میں نے کوئی عورت ایسی نہیں دیکھی جو جویریہ سے بڑھ کر اپنی قوم کے لیے بڑی برکت والی ثابت ہوئی ہو۔

سیّد عالم ﷺ کو چھوڑ کر باپ کے ساتھ جانے سے اِنکار :

جب آنحضرت ﷺ نے حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کرا کے اُن سے اپنا نکاح فرمالیا تو حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے والد آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اَور عرض کیا میری بیٹی بڑی معزز ہے جسے قیدی بنا کر رکھنا گوارا نہیں ہے۔ لہٰذا آپ ﷺ اِسے چھوڑ دیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر میں اختیار دے دُوں کہ جی چاہے تو چلی جائے اَور چاہے تو میرے پاس رہے تو اِس کو تم اچھا سمجھتے ہو؟ حارث نے جواب دیا جی ہاں بہت مناسب ہے۔ اِس کے بعد حارث اپنے بیٹی کے پاس آئے اَور پورا واقعہ نقل کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے تجھے اِختیار دے دیا ہے کہ چاہے تو چلی جاوے، لہٰذا میرے ساتھ چل، حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا نے جواب میں فرمایا : اِخْتَرْتُ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ میں اللہ اَور اُس کے رسول ﷺ کو اختیار کرتی ہوں، تمہارے ساتھ نہ جاؤں گی۔ (الاصابہ)

والد کا مسلمان ہونا :

آنحضرت ﷺ کا ایک معجزہ دیکھ کر حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے والد بھی مسلمان ہوگئے تھے

جس کی تفصیل یہ ہے کہ جنگ کے موقع پر جب بنو المصطلق کو شکست ہوگئی اَور مسلمانوں نے اُن کو قید کر لیا جن میں حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں تو اِس موقع پر اِن کے والد کسی طرح فرار ہوگئے اَور قید ہونے سے بچ گئے، بعد میں اپنی بیٹی کو چھڑانے کے لیے مدینہ منورہ کا رُخ کیا اَور مال دے کر چھڑانے کی نیت سے بہت سے اُونٹ ساتھ لے کر چلے، چلتے چلتے اُن اُونٹوں میں سے دو اُونٹ بہت ہی زیادہ دِل کو بھا گئے جنہیں عقیق کی گھاٹیوں میں چھپا کر باقی اُونٹ لے کر بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اَور عرض کیا کہ ہماری بیٹی آپ ﷺ کے قبضے میں آگئی ہے لہٰذا اُس کے بدلہ میں یہ اُونٹ لے کر اُسے چھوڑ دیجیے۔

آپ ﷺ نے فرمایا وہ دو اونٹ کہاں ہیں جن کو تم عقیق کی گھاٹیوں میں چھپا آئے ہو۔ یہ سنتے ہی حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے والد نے کلمہ شہادت پڑھ لیا اَور کہا کہ واقعی آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اُن اُونٹوں کے چھپانے کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں تھا جب آپ ﷺ نے اُن کے متعلق خبر دی تو ضرور اللہ تعالیٰ نے آپ کو خبر دی ہے۔ اِس کے ساتھ ہی اُن کے دو بیٹوں اَور قوم کے بہت سے لوگوں نے اِسلام قبول کیا۔

پہلے واقعہ کو اِس واقعہ کے ساتھ ملانے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت حارث بن ابی ضرارؓ نے اِسلام قبول کرنے بعد بھی اپنی بیٹی کو ہمراہ لے جانے کو کہا ہوگا لیکن وہ خود اُن کے ساتھ نہیں گئیں۔ (الاستیعاب)

تبدیلیٔ نام :

حضرت سیّدِ عالم ﷺ نامناسب ناموں کو بدل دیا کرتے تھے۔ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا نام بَرَّۃُ تھا آپ نے بدل کر جویریہ رکھا۔ (مسلم شریف) ایک اَور لڑکی کا نام بَرَّۃُ تھا اُس کا نام بدل کر آپ ﷺ نے زینب رکھ دیا تھا۔ ایک لڑکی کا نام عاصیہ تھا (بمعنی گناہگار) اُس کا نام بدل کر آپ ﷺ نے جمیلہ رکھا۔ ایک شخص کا نام حُزْنٌ (بمعنی سخت) تھا آپ ﷺ نے اُس کا نام بدل کر سہل تجویز فرمایا (مشکوۃ شریف)۔ اَور قاعدہ کلیہ کے طور پر فرمایا کہ تم قیامت کے روز اپنے ناموں اَور اپنے باپوں کے ناموں سے پکارے جاؤ گے لہٰذا نام اچھے رکھا کرو۔ (ابوداؤد شریف)

اِس بارے میں ہم نے ایک رسالہ ''اِسلامی نام'' کے عنوان سے لکھا ہے اِسے ملاحظہ فرمائیں۔ برہ کا معنی ہے نیک عورت، جب اِس نام کی عورت سے اُس کا نام دریافت کیا جائے تو میں برہ یعنی نیک ہوں اِس سے اپنی تعریف ہوتی ہے اِس لیے یہ نام ناپسند فرمایا۔

ذکرِ الٰہی :

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا اللہ تعالیٰ کا ذکر بہت کرتی تھیں۔ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ سیّد عالم ﷺ نمازِ فجر کے بعد (اُن کے پاس تشریف لائے اَور پھر فوراً ہی) باہر تشریف لے گئے اَور اُن کو مصلے پر ذکر کرتی ہوئی چھوڑ گئے۔پھر بہت دیر کے بعد تشریف لائے جبکہ چاشت کا وقت ہو چکا تھا، آکر دیکھا وہ اب بھی مصلے پر بیٹھی ہوئی ہیں۔آپ ﷺ نے اُن سے دریافت فرمایا کیا تم اُس وقت سے اِسی طرح یہیں بیٹھی ہو جب سے باہر گیا ہوں؟ اُنہوں نے عرض کیا جی ہاں۔آپ ﷺ نے فرمایا میں نے تمہارے پاس سے جانے کے بعد چار کلمے تین مرتبہ کہہ لیے ہیں جن کا ثواب اِتنا زیادہ ہے کہ تم نے آج جس قدر ذکر کیا ہے اگر اُن کے ساتھ رکھ کر تولا جائے تو وہ چاروں کلمات بڑھ جاویں گے وہ کلمات یہ ہیں : سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ عَدَدَ خَلْقِہٖ وَرِضَا نَفْسِہٖ وَزِنَۃَ عَرْشِہٖ وَمَدَادَ کَلِمَاتِہٖ اللہ پاک ہے اَور میں اُس کی تعریف کرتا ہوں جس قدر اُس کی مخلوق ہے اَور جس سے وہ راضی ہو جائے اَور جتنا اُس کے عرش کا وزن ہے اَور جس قدر اُس کی تعریف کہنے کے لیے بے اِنتہا کلمات کی روشنی ہو۔

وفات :

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا نے ۵۰ ھ میں وفات پائی۔واقدیؒ نے ۵۶ ھ میں اِن کی وفات بتائی ہے اَور یہ بھی لکھا ہے کہ مروان بن الحکم نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔(البدایہ و الاصابہ)

بقیہ : دینی مسائل

غرض جو مطلب ہوگا اُسی کے موافق سب حکم لگائے جائیں گے یا یہ کہ قسم کھانے والا بڑا اَفسر ہو کہ خود اپنے ہاتھ سے نہیں بیچتا اَور نہیں خریدتا تو اِس صورت میں اگر یہ کام دُوسرے سے کہہ کر کرا لیے تب بھی قسم ٹوٹ جائے گی۔یہی حکم اُس وقت ہے جب قسم کھانے والی عورت پردہ نشین یا اَمیر زادی ہو جو خود اپنے ہاتھ سے خرید وفروخت نہیں کرتی۔

صدقۂ فطر کے احکام

﴿ حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ﴾

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضورِ اَقدس ﷺ نے صدقہ فطر کو ضروری قرار دیا۔ (فی کس) ایک صاع کھجوریں یا اِسی قدر جو دیے جائیں۔ غلام اَور آزاد، مذکر اَور مونث (یعنی مرد اَور عورت) اَور ہر چھوٹے بڑے مسلمان کی طرف سے، اَور نمازِ عید کے لیے لوگوں کو جانے سے پہلے اَدا کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۶۰ بحوالہ بخاری و مسلم)

صدقہ فطر کس پر واجب ہے :

صدقہ فطر اُس شخص پر واجب ہے جس پر زکوٰۃ فرض ہو یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا اُس کی قیمت اُس کی ملکیت میں ہو یا اگر سونا چاندی اَور نقد رقم نہ ہو اَور ضرورت سے زائد سامان موجود ہو جس کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی بن سکتی ہو تو اُس پر بھی صدقۃ الفطر واجب ہے۔

زکوٰۃ فرض ہونے کے لیے یہ ضروری ہے کہ مال نصاب پر چاند کے حساب سے ایک سال گزر جائے لیکن صدقہ فطر واجب ہونے کے لیے یہ شرط نہیں ہے۔ اگر رمضان المبارک کی تیس تاریخ کو کسی کے پاس مال آ گیا جس پر صدقہ فطر واجب ہو جاتا ہے تو عید الفطر کی صبح صادق ہوتے ہی اُس پر صدقہ فطر واجب ہو جاتا ہے۔

صدقہ فطر کے فائدے :

صدقہ فطر اَدا کرنے سے ایک حکم شرعی کے اَنجام دینے کا ثواب تو ملتا ہی ہے۔ اِس کے ساتھ دو مزید فائدے اَور ہیں۔

اَوّل یہ کہ صدقہ فطر روزوں کو پاک صاف کرنے کا ذریعہ ہے، روزے کی حالت میں جو فضول باتیں کیں اَور جو خراب اَور گندی باتیں زبان سے نکلیں صدقہ فطر کے ذریعے روزے اُن چیزوں سے پاک ہو جاتے ہیں۔

دُوسرا فائدہ یہ ہے کہ عید کے دِن ناداروں اَور مسکینوں کی خوارک کا اِنتظام ہو جاتا ہے اَور اِسی لیے عید کی نماز کو جانے سے پہلے صدقہ فطر اَدا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ دیکھو کتنا سستا سودا ہے کہ محض دو سیر گیہوں دینے سے تیس روزوں کی تطہیر ہو جاتی ہے یعنی لایعنی اَور گندی باتوں کی روزے میں ملاوٹ ہوگئی اِس کے اثرات سے روزے پاک ہو جاتے ہیں۔

گویا صدقہ فطر اَدا کردینے سے روزوں کی قبولیت کی راہ میں کوئی اَٹکانے والی چیز باقی نہیں رہ جاتی ہے۔ اِسی لیے بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ اگر مسئلہ کی رُو سے کسی پر صدقہ فطر واجب نہ ہو تب بھی دے دینا چاہیے۔ خرچ بہت معمولی ہے اَور نفع بہت بڑا ہے۔

کس کی طرف سے صدقہ فطر اَدا کیا جائے :

صدقہ فطر بالغ عورت پر اپنی طرف سے دینا واجب ہے شوہر کے ذمہ اُس کا صدقہ فطر اَدا کرنا ضروری نہیں۔ ہاں شوہر کی جو نابالغ اَولاد ہے اُس کی طرف سے بھی اِس پر صدقہ فطر دینا واجب ہے۔ بچوں کی والدہ کے ذمے بچوں کا صدقہ فطر دینا لازم نہیں ہے۔ اگر بیوی کہے کہ میری طرف سے اَدا کردو اَور شوہر بیوی کی طرف سے اَدا کردے تو اَدا ہو جائے گا اگرچہ اُس کے ذمہ بیوی کی طرف سے اَدا کرنا لازم نہیں ہے۔

جب مسلمان جہاد کیا کرتے تھے تو اُن کے پاس جو کافر قیدی ہو کر آتے تھے اُن کو غلام اَور باندی بنالیا جاتا تھا جس کی ملکیت میں غلام یا باندی ہو اُس کے اُوپر غلام اَور باندی کی طرف سے بھی صدقہ فطر دینا واجب ہوتا تھا۔ آج کل کہیں اگر جنگ ہوتی ہے تو وطنی اَور ملکی لڑائی ہوتی ہے شرعی جہاد ہوتا نہیں لہٰذا مسلمان غلام اَور باندی سے محروم ہیں۔

صدقہ فطر میں کیا دِیا جائے :

حضور اَقدس ﷺ نے صدقہ فطر دینے کے سلسلے میں دینار و درہم یعنی سونے چاندی کا سکہ ذکر نہیں فرمایا بلکہ جو چیزیں گھروں میں عام طور سے کھائی جاتی ہیں اُن ہی کے ذریعہ صدقہ فطر کی اَدائیگی بتائی۔ حدیث بالا میں جس کا ترجمہ ابھی ہوا ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو فی کس صدقہ فطر کی اَدائیگی کے لیے دینے کا ذکر ہے۔ دُوسری حدیثوں میں ایک صاع پنیر یا ایک صاع زبیب یعنی کشمش دینے کا بھی ذکر آیا ہے اَور بعض روایات میں ایک صاع گیہوں دو آدمیوں کی طرف سے بطورِ صدقہ فطر دینا بھی وارِد ہوا ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مذہب ہے۔ لہٰذا اگر صدقہ فطر میں جَو دے تو ایک صاع دے اَور گیہوں دے تو آدھا صاع دے۔ حضورِ اقدس ﷺ کے زمانے میں جو اَور گیہوں وغیرہ ناپ کر فروخت کیا کرتے تھے اَور اِن چیزوں کو تولنے کے بجائے ناپنے کا رواج تھا۔ اُس زمانے میں ناپنے کا جو ایک پیمانہ تھا اُسی کے حساب سے حدیث شریف میں صدقہ فطر کی مقدار بتائی ہے۔ ایک صاع کچھ اُوپر ساڑھے تین سیر کا ہوتا تھا۔ ہندوستان کے بزرگوں نے جب اِس کا حساب لگایا تو ایک شخص کا صدقہ فطر گیہوں کے اعتبار سے اَسی تولے کے سیر سے ایک سیر ساڑھے بارہ چھٹانک ہوگا۔ عام طور سے کتابوں میں عوام کی رعایت سے یہی تول والی بات لکھی جاتی ہے۔ اگر ایک گھر میں میاں بیوی اَور چند نابالغ بچے ہوں تو مرد پر اپنی طرف سے ہر نابالغ اَولاد کی طرف سے صدقہ فطر میں فی کس ایک سیر ساڑھے بارہ چھٹانک گندم یا اُس کا دوگنا جو یا چھوارے یا کشمش یا پنیر دینا واجب ہے۔ بیوی کی طرف سے مرد پر صدقہ فطر دینا واجب نہیں ہے اور ماں جتنی بھی مالدار ہے نابالغ اَولاد کا صدقہ فطر اُس کو اَدا کرنا واجب نہیں، یہ صدقہ باپ پر واجب ہوتا ہے۔

صدقہ فطر کی اَدائیگی کا وقت :

صدقہ فطر عید کے دن کی صبح کے طلوع ہونے پر واجب ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص اِس سے پہلے مرجائے تو اُس کی طرف سے صدقہ فطر واجب نہیں۔

مسئلہ : صدقہ فطر عید سے پہلے بھی اَدا کیا جاسکتا ہے۔ اگر پہلے اَدا نہ کیا تو عید کی نماز کے لیے جانے سے پہلے اَدا کر دیا جائے۔ اگر کسی نے نمازِ عید سے پہلے یا بعد نہ دیا تو ساقط نہ ہوگا اِس کی ادائیگی برابر ذمہ رہے گی۔

مسئلہ : جو بچہ عیدالفطر کی صبح صادق ہو جانے کے بعد پیدا ہوا ہو، اُس کی طرف سے صدقہ فطر دینا واجب نہیں۔

نابالغ کی طرف سے صدقہ فطر :

اگر کسی نابالغ کی ملکیت میں خود اپنا مال ہو جس پر صدقہ فطر واجب ہوتا ہے تو اُس کا وارِث اُسی کے مال سے اُس کا صدقہ فطر اَدا کرے، اپنے مال سے دینا واجب نہیں۔

سوال : بچہ کی ملکیت میں مال کہاں سے آئے گا ؟

جواب : اِس طرح سے آسکتا ہے کہ کسی میراث سے اُس کو مال پہنچ جائے یا کوئی شخص اُس کو ہبہ کردے۔

جس نے روزے نہ رکھے ہوں اُس پر بھی صدقہ فطر واجب ہے :

اگر کسی بالغ مرد وعورت نے کسی وجہ سے روزے نہ رکھے تب بھی صدقہ فطر کا نصاب ہونے پر صدقہ کی ادائیگی واجب ہے۔

صدقہ فطر میں نقد قیمت یا آٹا وغیرہ :

صدقہ فطر میں گیہوں کا آٹا بھی دیا جاسکتا ہے۔ وزن وہی ہے جواُوپر گزرا اَور جو کا آٹا بھی دے سکتا ہے۔ اِس کا وزن بھی وہی ہے جو جو کا وزن ہے۔

مسئلہ : صدقہ فطر میں جو یا گیہوں کی نقد قیمت بھی دی جاسکتی ہے بلکہ اِس کا دینا افضل ہے [1]۔ اگر گیہوں اَور جو کے علاوہ کسی دُوسرے غلہ سے صدقہ فطر اَدا کرے مثلاً چنا، چاول، آڑو، جوار اَور مکئی وغیرہ دینا چاہے تو اِتنی مقدار میں دے کہ اُس کی قیمت ایک سیر ساڑھے بارہ چھٹانک گیہوں یا اُس سے دوگنے جو کی قیمت کے برابر ہو جائے۔

صدقہ فطر کی اَدائیگی میں کچھ تفصیل :

مسئلہ : ایک شخص کا صدقہ فطر ایک محتاج کو دے دینا یا تھوڑا تھوڑا کر کے کئی محتاجوں کو دے دینا دونوں صورتیں جائز ہیں اَور یہ بھی جائز ہے کہ چند آدمیوں کا صدقہ فطر ایک ہی محتاج کو دے دیا جائے۔

صاحبِ نصاب کو صدقہ فطر دینا جائز نہیں :

جس پر زکٰوۃ خود واجب ہو یا زکٰوۃ واجب ہونے کے بقدر اُس کے پاس مال ہو یا ضرورت سے زائد سامان ہو جس کی وجہ سے صدقہ فطر واجب ہو جاتا ہے تو ایسے شخص کو صدقہ فطر دینا جائز نہیں، جس کی حیثیت اِس سے کم ہو شریعت کے نزدیک اُسے فقیر کہا جاتا ہے اُسے زکٰوۃ اَور صدقہ فطر دے سکتے ہیں۔

---

[1] اس سال صدقہ فطر کی نقد قیمت فی کس 70 روپے ہے۔

رشتہ داروں کو صدقہ فطر دینے میں تفصیل :

اپنی اَولاد کو یا ماں باپ اَور نانا نانی دادا دادی کو زکٰوۃ اَور صدقہ فطر نہیں دے سکتے البتہ دُوسرے رشتہ داروں کو مثلاً بھائی، بہن، چچا، ماموں، خالہ وغیرہ کو دے سکتے ہیں شوہر بیوی کو یا بیوی شوہر کو صدقہ فطر دے تو ادائیگی نہ ہوگی اَور سیّدوں کو بھی صدقہ فطر دینا جائز نہیں۔

فائدہ : بہت سے لوگ پیشہ ور مانگنے والوں کے ظاہری پھٹے پرانے کپڑے دیکھ کر یا کسی عورت کو بیوہ پا کر زکٰوۃ اَور صدقہ فطر دیتے ہیں حالانکہ بعض مرتبہ بیوہ عورت کے پاس بقدرِ نصاب زیور ہوتا ہے اِسی طرح روزانہ کے مانگنے والوں کے پاس اچھی خاصی مالیت ہوتی ہے ایسے لوگوں کو دینے سے ادائیگی نہ ہوگی۔ زکٰوۃ اَور صدقہ فطر کی رقم خوب سوچ سمجھ کر دینا لازم ہے۔

رشتہ داروں کو دینے سے دوہرا ثواب ہوتا ہے :

جن رشتہ داروں کو زکٰوۃ اَور صدقہ فطر دینا جائز ہے اُن کو دینے سے دوہرا ثواب ہوتا ہے کیونکہ اِس میں صلۂ رحمی بھی ہوجاتی ہے۔

نوکروں کو صدقہ دینا :

اپنے نوکروں کو بھی زکٰوۃ اَور صدقہ فطر دے سکتے ہیں مگر اُن کی تنخواہ میں لگانا دُرست نہیں۔

بالغ عورت اگر صاحبِ نصاب ہو :

اگر بالغ عورت اِس قابل ہے کہ اُس کو صدقہ فطر دیا جا سکے تو اُسے دے سکتے ہیں اگرچہ اُس کے میکہ والے مالدار ہوں۔

شبِ قدر قرآن وسنت کی روشنی میں

﴿ حضرت مولانا جلیس احمد صاحب قاسمی، اِنڈیا ﴾

رمضان المبارک کے مہینہ میں اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی رات رکھی ہے جو ایک ہزار مہینوں کی راتوں سے بہتر ہے وہ رات ''شبِ قدر'' ہے جس کی فضیلت بیان کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ایک پوری سورت (سورۃ القدر) نازل فرمائی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اِرشاد فرماتے ہیں کہ ہم نے کلام پاک کو شبِ قدر میں اُتارا یعنی قرآن پاک کو لوحِ محفوظ سے آسمانِ دُنیا پر اِسی رات میں اُتارا، اِس رات کی فضیلت کے لیے صرف اِتنا ہی کافی تھا کہ قرآن جیسی مقدس کتاب اِس رات میں نازل ہوئی لیکن پھر آگے اِرشاد فرمایا کہ شبِ قدر ہزار مہینوں سے بھی زیادہ افضل ہے، اِس رات میں فرشتوں کا نزول ہوتا ہے اپنے رب کے حکم سے ہر اچھے کام کے لیے، اَور وہ مومنین پر سلامتی بھیجتے رہتے ہیں، یہ رات اپنے فضائل وبرکات کے ساتھ طلوعِ فجر سے لے کر صبح صادق تک رہتی ہے، ایسا نہیں کہ رات کے کسی حصہ میں برکت ہو اَور کسی حصہ میں نہ ہو بلکہ صبح صادق ہونے تک اِن تمام فضائل وبرکات کا ظہور ہوتا رہتا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اِس رات کو ہزار مہینوں سے بھی اَفضل قرار دیا ہے، ہزار مہینوں کے تراسی (۸۳) برس چار ماہ ہوتے ہیں، خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اِس ایک رات کو اللہ رب العزت کی عبادت میں گزار دیں تو گویا اُنہوں نے تراسی (۸۳) برس چار ماہ سے زائد کو عبادت میں گزار دیا، اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے قدر دانوں کے لیے یہ بہت بڑا اِنعام واِکرام ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حضور اکرم ﷺ کا اِرشاد نقل کیا گیا ہے کہ اللہ جل مجدہٗ نے شبِ قدر صرف میری اُمت کو عطا فرمائی اِس سے قبل کسی بھی اُمت کو یہ رات نہیں دی گئی۔

اِس سلسلہ میں مختلف روایات ہیں کہ صرف اِسی اُمت کو اِس فضیلت سے کیوں نوازا گیا؟ بعض اَحادیث سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنی اُمت سے پہلی اُمتوں کو دیکھا کہ اُن کو بڑی لمبی لمبی عمریں دی گئیں تھیں اَور میری اُمت کی عمریں بہت کم ہیں، اگر میری اُمت اعمال کے اعتبار سے پہلی اُمتوں کا مقابلہ کرنا چاہے تو محال ہے، یہ خیال کر کے اللہ کے نبی ﷺ کو احساس ہوا، تو اللہ تبارک تعالیٰ نے اِس کمی کو

پورا کرنے کے لیے یہ رات اُمتِ محمدیہ کو عطا فرمائی، اگر کسی خوش قسمت کو زندگی میں چند مبارک راتیں مل گئیں تو گویا اُس نے ہزاروں سال عبادت کرلی، اللہ تبارک وتعالیٰ کا کتنا بڑا اِنعام واِکرام ہے کہ اُس نے پچھلی اُمتوں کو لمبی لمبی عمریں عطا فرما کر زیادہ سے زیادہ عبادت کرنے کا موقع دیا اَور اِس اُمتِ محمدیہ ﷺ کی عمریں اللہ تعالیٰ نے بہت کم رکھیں، تو رمضان، شبِ قدر، عشرۂ ذی الحجہ وغیرہ عطا کر کے پچھلی اُمتوں سے بہت زیادہ نیکیاں کمانے کا موقع دیا، لیکن اللہ تعالیٰ نے اِس رات کو بندوں سے پوشیدہ رکھا ہے تاکہ لوگ اِس کی تلاش کریں اَور متعدد راتوں میں عبادتوں میں مشغول ہو کر اپنے رب سے دُعاء واِستغفار کر کے بے پناہ ثواب پائیں۔

اِس کے لیے کوئی رات حتمی طور پر متعین نہیں لیکن عام طور سے اِس رات کا رمضان المبارک کی آخری راتوں میں پائے جانے کا زیادہ اِمکان ہے جیسا کہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ شبِ قدر اِن طاق راتوں میں تلاش کرو، وہ طاق راتیں یہ ہیں، ۲۱ ویں، ۲۳ ویں، ۲۵ ویں، ۲۷ ویں، ۲۹ ویں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضور اَکرم ﷺ سے اِرشاد نقل فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اِس رات کو رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔

اِس لیے جو شخص بھی اِس رات سے محروم رہ گیا گویا کہ وہ بڑے اَجر وثواب سے محروم رہ گیا یقیناً اُس شخص سے بڑا محروم القسمت کون ہو سکتا ہے جس کی زندگی میں رمضان المبارک کا مہینہ آئے اَور جس مہینہ میں لیلۃ القدر بھی ہو اَور وہ اُس کی قدر نہ کرے۔ ایک ملازم معمولی پیسوں کی خاطر راتوں کو جاگ سکتا ہے لیکن اِس رات کے لیے جو اپنے اَندر بے شمار فضائل وبرکات رکھتی ہے اِس رات میں جاگ کر فضائل وبرکات کو اپنے دامن میں بھرے تو بھلا کیا دِقت ہے، اَصل بات یہ ہے کہ اَب وہ تڑپ ہی نہ رہی جو ہم میں ہونا چاہیے تھی، نہیں تو ایک رات کیا سینکڑوں راتوں کو جاگ کر گزارا جا سکتا ہے۔

حضرت اَنس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ شبِ قدر میں حضرت جبرائیل علیہ السلام ملائکہ کی ایک جماعت کے ساتھ تشریف لاتے ہیں اور ہر اُس شخص کے لیے جو اِس رات میں کھڑے یا بیٹھے اللہ کا ذکر کر رہا ہو اُس کے لیے دُعا کرتے ہیں اَور تمام فرشتے آمین کہتے ہیں اَور جب

عید کا دن ہوتا ہے تو باری تعالیٰ اپنے فرشتوں کے سامنے بندوں کی عبادت پر فخر فرماتے ہیں اِس لیے کہ فرشتوں نے اِنسان کی پیدائش پر طعن کیا تھا اَور یہ اعتراض کیا تھا کہ ایسی مخلوق کو کیوں پیدا کر رہے ہیں جو زمین میں فساد برپا کرے گی، فرشتوں نے کہا کہ ہم کافی ہیں آپ کی تسبیح بیان کرنے کے لیے تو اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ میں جو جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔

اَور اِس رات کے فضائل میں سے یہ بھی ہے کہ اِسی رات میں فرشتوں کی پیدائش ہوئی اور اِسی رات میں حضرت آدم علیہ السلام کا مادہ جمع ہونا شروع ہوا اَور اِسی رات کے اَندر جنت میں درخت لگائے گئے اور اِسی رات حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اُٹھائے گئے اور اِسی رات میں بنی اسرائیل کی توبہ قبول ہوئی اور اِسی رات کو ملائکہ کی طرف سے مومنین پر سلامتی ہوتی ہے اَور فرشتوں کی ایک جماعت آتی ہے دُوسری جاتی ہے اَور بھی بہت سے خصوصیتیں ذکر کی گئی ہیں۔

خلاصہ یہ کہ ہمیں شبِ قدر کے حصول کی جستجو کرنی چاہیے بالخصوص رمضان المبارک کی آخری طاق راتوں میں خوب محنت سے عبادت، توبہ، اِستغفار اَور دُعا میں مشغول رہنا چاہیے، اگر تمام رات جاگنے کی ہمت نہ رکھتا ہو تو جس قدر بھی ہو سکے جاگے اَور نفل نماز، قرآن پاک کی تلاوت، ذکر و تسبیح میں منہمک رہے اور اگر اِتنا بھی نہ کر سکے، تو کم اَز کم عشاء، تراویح اَور صبح کی نماز باجماعت اَدا کرنے کا خاص طور سے اہتمام کرے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضور اکرم ﷺ سے معلوم کیا کہ یارسول اللہ ﷺ اگر مجھے شبِ قدر معلوم ہو جائے تو کیا دُعا مانگوں تو حضور اَکرم ﷺ نے فرمایا کہ اُس وقت خاص طور سے یہ دُعا مانگی جائے :

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ

اے اللہ ! تو بے شک معاف کرنے والا ہے اَور معاف کرنے کو پسند کرتا ہے پس مجھے بھی معاف فرمادے۔

عید اَور ماہِ شوال کی فضیلت

﴿ جناب مولانا محمد زُبیر اشرف صاحب ﴾

اِسلام نے پورے سال میں عید کے دو دِن مقرر کیے ہیں، ایک عید الفطر اَور دُوسرا عید الاضحیٰ کا اَور اِن دونوں عیدوں کو ایسی اجتماعی عبادات کا صلہ قرار دیا ہے جو ہر سال اَنجام پاتی ہیں۔ اِس لیے اِن عبادات کے بعد ہر سال یہ عید کے دِن بھی آتے رہتے ہیں۔

عید الفطر تو رمضان المبارک کی عبادات صوم وصلوۃ کی اَنجام دہی کے لیے توفیقِ الٰہی کے عطا ہونے پر اِظہارِ تشکر ومسرت کے طور پر منائی جاتی ہے اَور عید الاضحیٰ اُس وقت منائی جاتی ہے جبکہ مسلمانانِ عالم اِسلام کی ایک عظیم الشان عبادت یعنی حج کی تکمیل کر رہے ہوتے ہیں اَور اِن عبادات پر خوشی کوئی دُنیوی خوشی نہیں بلکہ یہ ایک دینی خوشی ہے لہٰذا اِس خوشی کے اِظہار کا طریقہ بھی دینی ہونا چاہیے۔ اِس لیے اِن دونوں عیدوں میں اِظہارِ مسرت اَور خوشی کا اِسلامی طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور نمازِ عیدین میں سجدہ شکر بجالائے اور اظہار شکر کے طور پر عید کے دِن صدقہ فطر اَور عید الاضحیٰ کے دِن بارگاہِ خداوندی میں قربانی پیش کی جائے۔

عید کا دِن مسلمانوں کے لیے عیسائیوں یہودیوں یا دیگر اَقوام کے تہواروں کی طرح محض ایک تہوار نہیں بلکہ یہ مسلمانوں کی عبادت کا دِن بھی ہے اَور مسرت کا بھی۔ اِن مسرتوں کا آغاز ایک خاص شان وصفت کی عبادت نمازِ عیدین سے کیا جاتا ہے جسے تمام مسلمان مل کر اپنے ربِ کریم کے حضور ایک ساتھ اَدا کرتے ہیں۔

مسلمانوں کی یہ اجتماعی عبادت جہاں اللہ تعالیٰ کے حضور شکرانے کے طور پر اَدا کی جاتی ہے وہاں یہ عبادت اِسلامی اُخوت اَور بھائی چارے کا بھی درس دیتی ہے تمام مسلمان رنگ ونسل سے بالاتر ہو کر علاقائیت اَور قومیت کے تصورات کو چھوڑ کر ایک صف میں شانہ بشانہ اپنے ربِ کریم کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں۔ عید کے دِن مسلمانوں کا یہ عظیم الشان اجتماع اِس بات کی گواہی دیتا ہے کہ مسلمان ایک قوم ہیں اِن کے اندر رنگ و نسل اَور علاقائیت وقومیت کی کوئی تفریق نہیں اَور تمام مسلمان باہم بھائی بھائی ہیں۔

شبِ عید کی فضیلت :

☆ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے دونوں عیدوں (یعنی عید الفطر اَور عید الاضحیٰ) کی راتوں میں ثواب کی نیت سے عبادت کی تو اُس کا دِل اُس دِن نہیں مرے گا جس دِل لوگوں کے دِل مرجائیں گے۔(الترغیب ج ۲ ص ۱۵۲)

مطلب یہ ہے کہ آدمی اِن راتوں کو عبادتِ الٰہی میں مصروف رکھے۔ نماز تلاوت اَور ذکر و دُعا کرتا رہے۔ اِن راتوں میں عبادت کرنے والے کا دِل نہ مرے گا۔ اِس کا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے خوف ناک، ہولناک اَور دہشت ناک دِن میں جبکہ ہرطرف خوف و ہراس گھبراہٹ اَور دہشت پھیلی ہوئی ہوگی لوگ بدحواس ہوں گے اُس دِن میں حق جل شانہ اِس کو نعمت والی اَور پُر سعادت زندگی سے سرفراز فرمائیں گے۔

☆ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جس شخص نے پانچ راتیں زندہ رکھیں اُس کے لیے جنت واجب ہوگئی۔ وہ پانچ راتیں یہ ہیں: آٹھ ذی الحجہ کی رات، عرفہ کی رات، بقرعید کی رات، عید الفطر کی رات اَور پندرھویں شعبان کی رات۔(الترغیب ج ۲ ص ۱۵۲)

مذکورہ حدیث میں اِن پانچ راتوں کی ایک خاص فضیلت یہ بیان فرمائی ہے کہ جو شخص اِن پانچ راتوں میں جاگ کر ذکرِ الٰہی اَور عبادت میں لگا رہے گا اللہ تعالیٰ اُس پر اپنا خاص اِنعام یہ نازل فرمائیں گے کہ اُسے جنت کی دولت سے مالا مال فرمائیں گے۔ پورے سال میں صرف اِن پانچ راتوں میں جاگ کر عبادت کرنا کوئی مشکل اَور دُشوار کام نہیں ہے۔

شبِ عید کی بے قدری :

مذکورہ اَحادیث سے معلوم ہوا کہ عید کی رات کتنی فضیلت والی رات ہے اَور کس قدر اہم رات ہے مگر نہایت اَفسوس کا مقام ہے کہ ہم نے اِس مبارک رات کی فضیلتوں اَور برکتوں سے اپنے آپ کو محروم کیا ہوا ہے۔ اِس مبارک رات کو طرح طرح کی لغو اَور فضول باتوں اَور فضول خرچیوں میں برباد کر دیتے ہیں۔ عید کا چاند نظر آتے ہی بے شمار لوگ بازار کا رُخ کرتے ہیں اَور رات کا بیشتر حصہ اِن بازاروں میں برباد کر دیا جاتا ہے جہاں طرح طرح کے گناہ ہوتے ہیں۔

اگر اِس مبارک رات میں نیک کام کی توفیق نہ ہو تو کم اَز کم یہ کوشش کی جائے کہ گناہ میں تو مبتلاء نہ

ہوں۔ غلط کاموں میں لگنے سے بہتر تو یہ ہے کہ عشاء کی نماز جماعت سے پڑھ کر آرام کرے اَور صبح کی نماز جماعت سے پڑھ لے اِتنا کر لینے سے بھی اِس رات کی فضیلت اَور ثواب سے محرومی نہ ہوگی۔

عید کے دِن کی فضیلت :

عید کا دِن بھی بہت زیادہ فضیلت کا دِن ہے اِس دِن اللہ تعالیٰ خصوصیت سے اپنے بندوں پر بہت زیادہ اِنعامات اَور مغفرت فرماتے ہیں جن کی تفصیل مندرجہ ذیل اَحادیث سے معلوم ہوگی :

اِرشاد فرمایا نبی کریم ﷺ نے کہ جب عید کا دِن ہوتا ہے تو فرشتے راستوں کے سروں پر بیٹھ جاتے ہیں اَور پکارتے ہیں اَے مسلمانوں کے گروہ چلو ربِ کریم کی طرف جو نیکی (کی توفیق دے کر) احسان کرتا ہے پھر اِس پر ثواب دیتا ہے (یعنی خود ہی عبادت کی توفیق دیتا ہے پھر اِس پر خود ہی ثواب عنایت فرماتا ہے) اَور فرشتے کہتے ہیں کہ تم کو رات میں قیام کا حکم دیا گیا تم نے قیام کیا اَور تم کو روزہ رکھنے کا حکم دیا گیا تو تم نے روزے رکھے اَور اپنے پرودگار کی اطاعت کی پس تم اِنعام حاصل کرو۔ پھر جب نماز پڑھ چکتے ہیں تو فرشتہ پکارتا ہے آگاہ ہو جاؤ بیشک تمہارے رب نے تم کو بخش دیا اَور تم اپنے گھر کی طرف کامیاب ہو کر لوٹو۔ پس یہ ''یوم الجائزۃ'' ہے اَور اِس دِن کا نام آسمان میں ''یوم الجائزۃ'' یعنی اِنعام کا دِن رکھا گیا ہے۔ (الترغیب)

عید الفطر کی رات کا نام ''لیلۃ الجائزۃ'' یعنی اِنعام کی رات رکھا گیا ہے۔ جب عید کی صبح ہوتی ہے تو حق تعالیٰ شانہ فرشتوں کو تمام شہروں میں بھیجتے ہیں وہ زمین پر اُتر کر تمام گلیوں، راستوں کے سروں پر کھڑے ہو جاتے ہیں اَور ایسی آواز سے جن کو اِنسان اَور جنات کے سوا ہر مخلوق سنتی ہے پکارتے ہیں کہ اے محمد ﷺ کی اُمت اُس ربِ کریم کی درگاہ کی طرف چلو جو بہت زیادہ عطا فرمانے والا ہے اَور بڑے بڑے قصور کو معاف کرنے والا ہے۔ پھر جب لوگ عیدگاہ کی طرف نکلتے ہیں تو حق تعالیٰ شانہ فرشتوں سے دریافت فرماتے ہیں کہ اُس مزدور کا بدلہ کیا ہے جو اپنا کام پورا کر چکا ہو۔ وہ عرض کرتے ہیں کہ ہمارے معبود اَور ہمارے مالک اِس کا بدلہ یہی ہے کہ اُس کی مزدوری پوری پوری دی جائے تو حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے فرشتو میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اِن کو رمضان کے روزوں کو اَور تراویح کے بدلہ میں اپنی رضا اَور مغفرت عطا کر دی ہے۔

اَور بندوں سے خطاب فرما کر اِرشاد ہوتا ہے کہ اے میرے بندو! مجھ سے مانگو، میری عزت کی قسم! میرے جلال کی قسم! آج کے دِن اپنے اِس اجتماع میں مجھ سے اپنی آخرت کے بارے میں جو سوال کرو گے عطا

کروں گا اَور دُنیا کے بارے میں جو سوال کرو گے اِس میں تمہاری مصلحت پر نظر کروں گا۔ میری عزت کی قسم! جب تک میرا خیال رکھو گے میں تمہاری لغزشوں کی پردہ پوشی کرتا رہوں گا اَور اُن کو چھپاتا رہوں گا۔ میری عزت کی قسم! میرے جلال کی قسم! میں تمہیں مجرموں (اَور کافروں) کے سامنے رُسوا نہ کروں گا بس اَب بخشے بخشائے اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ۔ تم نے مجھے راضی کر دیا اَور میں تم سے راضی ہو گیا۔ پس فرشتے اِس اَجر و ثواب کو دیکھ کر جو اِس اُمت کو فطر کے دِن ملتا ہے خوشیاں مناتے ہیں اَور کھل جاتے ہیں۔ (الترغیب ج ۲ ص ۹۹)

اِن مذکورہ اَحادیث سے معلوم ہوا کہ عید اَور شبِ عید دونوں ہی بہت فضیلت و اہمیت کی حامل ہیں اَور یہ انعاماتِ اِلٰہی کی وصولی اَور خوشنودی حاصل ہونے کا مبارک دِن ہے مگر ہماری شامتِ اعمال یہ ہے کہ ہم اِن مبارک شب و روز میں غلط قسم کے کاموں اَور گناہوں میں ایسے منہمک ہو جاتے ہیں کہ اُس دِن بجائے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی مول لیتے ہیں۔

عید کی سنتیں :

عید کے دِن کی تیرہ سنتیں ہیں :

(۱) شریعت کے مطابق اپنی ارائش کرنا (۲) غسل کرنا (۳) مسواک کرنا (۴) جو بہتر کپڑے اپنے پاس موجود ہوں وہ پہننا (۵) خوشبو لگانا (۶) صبح سویرے اُٹھنا (۷) عید گاہ میں سویرے پہنچنا (۸) عید الفطر میں صبح صادق کے بعد عید گاہ میں جانے سے پہلے کوئی میٹھی چیز کھانا (۹) عید الفطر میں عید گاہ جانے سے پہلے صدقہ فطر اَدا کرنا (۱۰) عید کی نماز (مسجد کی بجائے) عید گاہ یا کھلے میدان میں پڑھنا (۱۱) ایک راستہ سے عید گاہ میں جانا اَور دُوسرے راستہ سے واپس آنا (۱۲) عید الفطر کے دِن عید گاہ کی طرف جاتے ہوئے راستہ میں اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ آہستہ آہستہ کہتے ہوئے عید گاہ کی طرف جانا اَور عید الاضحیٰ کے دِن بلند آواز سے کہتے ہوئے جانا (۱۳) سواری کے بغیر پیدل عید گاہ میں جانا اگر عید گاہ زیادہ دُور ہو یا کمزوری کے باعث عذر ہو تو سواری میں مضائقہ نہیں۔ (مراقی الفلاح ص ۳۱۸)

شوال کی چھ روزوں کی فضیلت :

عید الفطر کے بعد مزید چھ دن کے روزے رکھنا بہت فضیلت اَور ثواب کا کام ہے۔ اَحادیث میں اِس کی بہت زیادہ فضیلت آئی ہے جو مندرجہ ذیل اَحادیث سے معلوم ہو گی۔

عیدالفطر کے بعد کے چھ روزے ماہ شوال میں رکھے جائیں۔خواہ وہ مسلسل رکھے جائیں یا وقفہ وقفہ سے رکھے جائیں۔غرض یہ کہ اِس ماہ میں چھ روزوں کی تعداد پوری ہو جائے۔

حضرت ابواَیوب اَنصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے رمضان المبارک کے روزے رکھے پھر چھ روزے شوال کے مہینہ میں رکھے تو یہ ایسا ہوگیا جیسا کہ اُس نے سال بھر کے روزے رکھے۔پورا سال روزے رکھنے کا جتنا ثواب ہے اُس کے برابر ثواب شوال کے مہینہ میں چھ دِن کے روزے رکھنے کا ملتا ہے۔

ایک اَور حدیث میں اِرشاد ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے رمضان المبارک کے روزے رکھے اَور شوال کے مہینہ میں چھ روزے رکھے تو وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسے آج اپنی ماں کے بطن سے پیدا ہوا ہو۔یعنی بچہ ماں کے پیٹ سے جیسا گناہوں سے پاک صاف پیدا ہوتا ہے اِسی طرح رمضان المبارک کے روزے رکھنے کے بعد شوال میں چھ روزے رکھنے سے بھی وہ گناہوں سے اِسی طرح پاک وصاف ہو جاتا ہے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو اِن باتوں پر عمل کی توفیق عطا فرمائیں،آمین۔(بشکریہ : ماہنامہ لولاک ملتان اگست ۲۰۱۰ء)

قارئین انوارِ مدینہ کی خدمت میں اپیل

ماہنامہ انوارِ مدینہ کے ممبر حضرات جن کو مستقل طور پر رسالہ اِرسال کیا جارہا ہے لیکن عرصہ سے اُن کے واجبات موصول نہیں ہوئے اُن کی خدمت میں گزارش ہے کہ انوارِ مدینہ ایک دینی رسالہ ہے جوایک دینی ادارہ سے وابستہ ہے اس کا فائدہ طرفین کا فائدہ ہے اوراس کا نقصان طرفین کا نقصان ہے اس لیے آپ سے گزارش ہے کہ اِس رسالہ کی سرپرستی فرماتے ہوئے اپنا چندہ بھی اِرسال فرمادیں اوردیگر احباب کو بھی اس کی خریداری کی طرف متوجہ فرمائیں تاکہ جہاں اس سے ادارہ کو فائدہ ہو وہاں آپ کے لیے بھی صدقہ جاریہ بن سکے۔(ادارہ)

سالانہ امتحان وفاق المدارس العربیہ 1431ھ مطابق 2010ء میں جامعہ مدنیہ جدید کے 300 طلباء نے شرکت کی۔ جامعہ کے نمایاں کارکردگی والے طلباء کے اسماء گرامی درجِ ذیل ہیں۔ (ادارہ)

نمبر	نام	ولدیت	ضلع	حاصل کردہ نمبر	تقدیر	کوائف
1	محمد احسان الحق	عبدالحق	مظفرگڑھ	438	جید جدًا	اوّل (عالمیہ)
2	عابد علی	نذر حسین	اوکاڑہ	424	جید جدًا	دوم (عالمیہ)
3	شفیق الرحمٰن	محمد نواز	ملتان	392	جید جدًا	سوم (عالمیہ)
4	سمیع الرحمٰن	پائندہ محمد	سوات	481	ممتاز	اوّل (موقوف علیہ)
5	محمد کاشف	احمد دین	قصور	389	جید جدًا	دوم (موقوف علیہ)
6	محمد ندیم	دین محمد	سیالکوٹ	356	جید	سوم (موقوف علیہ)
7	عرفان اللہ	ضیاء اللہ	سیالکوٹ	497	ممتاز	اوّل (عالیہ)
8	محمد سعید کلیم	کلیم اصغر قریشی	لاہور	472	جید جدًا	دوم (عالیہ)
9	محمد اُسامہ	بشیر احمد ظفر	قصور	441	جید جدًا	سوم (عالیہ)
10	عاشق احمد	اختر جان	گلگت	414	جید جدًا	اوّل (ثانویہ خاصہ)
11	محمد اِلیاس	عبدالوہاب	قلعہ عبداللہ	380	جید جدًا	دوم (ثانویہ خاصہ)
12	محمد عدنان	حسین احمد	لکی مروت	366	جید جدًا	سوم (ثانویہ خاصہ)
13	عزیز الرحمٰن	نیاز محمد	بدخشاں	490	ممتاز	اوّل (ثانویہ عامہ)
14	محمد ریاض خان	رئیس خان	صوابی	486	ممتاز	دوم (ثانویہ عامہ)
15	عرفان اللہ	حبیب الرحمٰن	لکی مروت	483	ممتاز	سوم (ثانویہ عامہ)

نمبر	نام	ولدیت	ضلع	حاصل کردہ نمبر	تقدیر	کوائف
16	شہباز شریف	محمد شریف	لاہور	542	جید جدًا	اوّل (متوسطہ)
17	عبدالرحمٰن نور	نور زَادہ	دیر	420	جید جدًا	دوم (متوسطہ)
18	عامر رحمٰن	عبدالرحمٰن	سرگودہا	391	جید	سوم (متوسطہ)
19	خلیل احمد	وزیر احمد	لاہور	100	ممتاز	اوّل (درجہ حفظ)
20	سیّد بادشاہ	فقیر گل	مہمند ایجنسی	100	ممتاز	اوّل (درجہ حفظ)
21	محمد اشفاق	رحمت علی	لاہور	84	ممتاز	دوم (درجہ حفظ)
22	عالم نور	میرن اللہ خان	بنوں	78	جید جدًا	سوم (درجہ حفظ)

اِسلام کی اِنسانیت نوازی

﴿ حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری، اِنڈیا ﴾

اِسلام میں عورتوں کا مرتبہ :

مذہب اِسلام میں صنفِ نازک خواتین کو اُن کا حقیقی اَور واقعی مرتبہ عطا کرنے پر بھی بھر پور توجہ دی گئی ہے۔ اِسلام کی آمد سے قبل دُنیا میں عورتوں کا بدترین اِستحصال عام تھا۔ دُنیا کے کسی بھی مذہب اَور قوم میں عورتوں کو واقعی حقوق حاصل نہیں تھے ہر جگہ عورت کو محض ایک باندی اَور مرد کی تسکینِ قلب کا ذریعہ سمجھ کر معاملہ کیا جاتا تھا، حتی کہ بہت سے شقی القلب اَفراد رشتۂ دامادی سے بچنے کے لیے اپنی معصوم بچیوں کو پیدا ہوتے ہی زندہ درگور کر دیا کرتے تھے۔ ایسے سنگین ظالمانہ ماحول میں اِسلام نے عورت کو عزت دینے کا نعرہ بلند کیا اَور ثابت کیا کہ عورت اَور مرد دونوں کی پیدائش کا تسلسل ایک ہی ذات حضرت آدم علیہ السلام تک جا پہنچتا ہے۔ لہٰذا اِن دونوں اَصناف میں ظالمانہ تفریق کی کوئی گنجائش نہیں بلکہ اِخلاقی سماجی اَور جسمانی ساخت کے اعتبار سے دونوں کے حقوق اَور ذمہ داریاں متعین ہیں اَور ہر صنف کو اپنے حقوق کے مطالبہ اَور اپنی ذمہ داریاں بجالانے کا یکساں حق حاصل ہے۔ اللہ تعالی نے اِرشاد فرمایا :

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَیْهِنَّ دَرَجَةٌ.

(سورۃ البقرہ ۲۲۸)

''اور عورتوں کا بھی حق ہے دستور کے موافق اَور مردوں کو عورتوں پر فضیلت ہے۔''

مردوں کو عورتوں پر ایک گونہ فضیلت صرف دُنیوی نظام کی بقاء کے لیے ہے ورنہ اللہ کی نظر میں محض کسی شخص کا مرد ہونا نہ تو قبولیت کی دلیل ہے اَور نہ عورت کا عورت ہونا اُس کی مقبولیت میں رُکاوٹ ہے بلکہ اللہ کے یہاں اصل معیار اُس کے احکامات بجالانا ہے۔ لیکن چونکہ مرد و عورت کی ساخت اور جسمانی بناوٹ میں قدرتی فرق ہے اِس لیے اِسلام نے دونوں کی ذمّہ داریاں الگ الگ کر دی ہیں مساوات کا نعرہ لگا کر اِن فطری ذمّہ داریوں کو خلط ملط کیا جائے گا تو اِنسانیت مجروح ہو جائے گی اور نظام کائنات ''غت ربود''

ہو جائے گا، اِسلام نے عورت کے نان نفقہ کی مکمل ذمہ داری اُس کے نگران مردوں پر رکھی ہے شادی سے قبل باپ یا دیگر رشتہ داروں پر، اَور شادی کے بعد شوہر پر اُس کے خرچ کی ذمہ داری ہے۔ لٰہذا اِس سہولت سے فائدہ نہ اُٹھا کر عورت کو کمانے پر مجبور کرنا اِسلام کی نظر میں اِنسانیت پر ظلم ہے جس سے بچنا لازم ہے۔ اِسلام کی نگاہ میں عورت کی عفت وعصمت اِس کے لیے سب سے زیادہ قیمتی اور عزت کی چیز ہے۔ اگر عورت کی عفت داغدار ہو جائے تو اُس کے مفاسد اِتنے خطرناک ہوتے ہیں جن کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اس لیے اِسلام نے اِنسانیت کی بقا اور تحفظ کے لیے عورت کی عفت وعصمت کو مکمل طور پر تحفظ فراہم کرنے کی تعلیمات اپنے ماننے والوں کو دی ہیں۔

عورتوں کو نکاح اَور پردہ کا پابند بنانا، ان کو محصور اور مقید کرنے یا انہیں حقوق سے محروم کرنے کے لیے ہرگز نہیں ہے بلکہ یہ حکم عورت کی سب سے بڑی دولت عفت وعصمت کی حفاظت کے لیے ہے۔ اسلام عورت کی نازک اور گراں قدر عزت وحرمت کو خیانت والی دُزدیدہ نگاہوں سے محفوظ کرنا چاہتا ہے تاکہ عورت کی تابناکی میں بال برابر فرق نہ آئے اور یہ صنفِ نازک مکمل سکون، پاکیزگی اَور پاکبازی کے ساتھ دنیا میں زندگی گزارتی رہے۔

مغرب میں عورتوں کے حقوق کی پامالی :

ایک طرف عورتوں کے متعلق اِسلام کی پرسکون اور عزت بخش تعلیمات ہیں جن سے صرف نظر کرکے آج مغربی دُنیا اسلام کو عورت کے حقوق کی پامالی کا مرتکب مذہب بتانے کا پروپیگنڈا کر رہی ہے دُوسری طرف آج کے مغربیت زدہ معاشرہ میں عورت کی جو درگت بنائی جا رہی ہے اُس پر اِنسانیت کا سر شرم سے جھک گیا ہے۔ آج مغرب میں عورتیں ہوس پرست مردوں کی طرف سے بدترین قسم کی زیادتیوں اور اِستحصال کا شکار ہیں۔ حد تو یہ ہے کہ وہ ممالک جہاں آزاد جنسی تعلق کی کوئی ممانعت نہیں وہاں بھی ایک ایک دن میں سینکڑوں اور ہزاروں واقعات زنا بالجبر کے پیش آتے ہیں، خاندانی رشتے مٹ چکے ہیں، ہوس پرستی میں اِنسان اور جانوروں میں کوئی فرق نہیں رہا ہے۔ عورت کو کمائی کی مشین اَور محض مرد کی خدمت گار کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اِس وقت مغرب کی عورتیں نہایت قابل رحم ہیں جو مساوات کے خوشنما نعرے کے اندھیرے میں بے حیا ہوس پرستوں کے ظلم وستم کی تختۂ مشق بن رہی ہیں۔ (باقی صفحہ ۴۶)

گلدستۂ احادیث

﴿ حضرت مولانا نعیم الدین صاحب، اُستاذ الحدیث جامعہ مدنیہ لاہور ﴾

عالمِ اَرواح میں حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت داؤد علیہ السلام کو اپنی عمر کے چالیس سال دے دیے تھے :

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَمَّا خَلَقَ اللّٰہُ آدَمَ مَسَحَ ظَھْرَہٗ فَسَقَطَ مِنْ ظَھْرِہٖ کُلُّ نَسَمَۃٍ ھُوَ خَالِقُھَا مِنْ ذُرِّیَّتِہٖ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ وَجَعَلَ بَیْنَ عَیْنَیْ کُلِّ اِنْسَانٍ مِّنْھُمْ وَبِیْصًا مِّنْ نُوْرٍ ثُمَّ عَرَضَھُمْ عَلٰی آدَمَ فَقَالَ اَیْ رَبِّ مَنْ ھٰؤُلَاءِ قَالَ ھٰؤُلَاءِ ذُرِّیَّتُکَ فَرَاٰی رَجُلًا مِّنْھُمْ فَاَعْجَبَہٗ وَبِیْصُ مَابَیْنَ عَیْنَیْہِ فَقَالَ اَیْ رَبِّ مَنْ ھٰذَا قَالَ ھٰذَا رَجُلٌ مِّنْ آخِرِ الْاُمَمِ مِنْ ذُرِّیَّتِکَ یُقَالُ لَہٗ دَاوٗدُ ، قَالَ رَبِّ وَکَمْ جَعَلْتَ عُمْرَہٗ قَالَ سِتِّیْنَ سَنَۃً قَالَ اَیْ رَبِّ زِدْہُ مِنْ عُمْرِیْ اَرْبَعِیْنَ سَنَۃً فَلَمَّا انْقَضٰی عُمْرُ آدَمَ جَاءَ ہٗ مَلَکُ الْمَوْتِ فَقَالَ اَوَلَمْ یَبْقَ مِنْ عُمْرِیْ اَرْبَعُوْنَ سَنَۃً قَالَ اَوَلَمْ تُعْطِھَا لِاِبْنِکَ دَاوٗدَ ، قَالَ فَجَحَدَ آدَمُ فَجَحَدَتْ ذُرِّیَّتُہٗ ، وَنَسِیَ آدَمُ فَنَسِیَتْ ذُرِّیَّتُہٗ وَخَطِیَٔ آدَمُ فَخَطِئَتْ ذُرِّیَّتُہٗ. (ترمذی ج ۲ ص ۱۳۸، مشکوۃ ص ۲۳ و ص ۴۰۰)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا : جب اللہ تعالیٰ نے آدم (علیہ السلام) کو پیدا کیا تو اُن کی پشت پر ہاتھ پھیرا چنانچہ اُن کی پشت سے وہ تمام جانیں نکل پڑیں جن کو آدم علیہ السلام کی اَولاد میں اللہ تعالیٰ قیامت تک پیدا کرنے والے تھے، اللہ تعالیٰ نے اُن میں سے ہر شخص کی دونوں آنکھوں کے درمیان نور کی چمک رکھی پھر اُن سب کو آدم (علیہ السلام) کے رُو برو کھڑا کیا (اُن سب کو دیکھ کر) آدم (علیہ السلام) نے پوچھا پروردِگار یہ کون ہیں؟ پروردِگار نے فرمایا یہ سب تمہاری اَولاد

ہیں، آدم علیہ السلام نے اِن میں سے ایک شخص کو دیکھا جس کی آنکھوں کے درمیان کی غیر معمولی چمک اِن کو بہت بھلی لگ رہی تھی، پوچھا پروردگار یہ کون ہیں؟ فرمایا یہ اُمتوں کے آخر کے ایک شخص ہوں گے، تمہاری اَولاد میں سے ہوں گے، اِنہیں داؤد کہا جائے گا، آدم (علیہ السلام) نے عرض کیا : پروردگار آپ نے اِن کی عمر کتنی مقرر کی ہے؟ فرمایا ساٹھ سال، آدم علیہ السلام نے عرض کیا اِن کی عمر میں میری عمر میں سے چالیس سال بڑھا دیں (حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ) جب حضرت آدم علیہ السلام کی عمر کے چالیس سال باقی رہ گئے تو موت کا فرشتہ اُن کے پاس آیا، حضرت آدم علیہ السلام نے اُس سے کہا کیا اَبھی میری عمر کے چالیس سال باقی نہیں ہیں؟ ملک الموت نے کہا کیا آپ نے اپنی عمر میں سے چالیس سال اپنے بیٹے داؤد کو نہیں دیے؟ حضرت آدم علیہ السلام نے اِنکار کیا چنانچہ اُن کی اَولاد بھی اِنکار کرنے لگی، حضرت آدم علیہ السلام (اپنے عہد کو) بھول گئے چنانچہ اُن کی اَولاد بھی بھولنے لگی، حضرت آدم علیہ السلام سے خطا ہوئی تو اُن کی اَولاد بھی خطا کرنے لگی۔

جنت کی خوشبو چالیس برس کی مسافت سے محسوس کی جارہی ہوگی :

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ مَنْ قَتَلَ مُعَاھِدًا لَمْ یَرَحْ رَائِحَۃَ الْجَنَّۃِ وَ اَنَّ رِیْحَھَا تُوْجَدُ مِنْ مَّسِیْرَۃِ اَرْبَعِیْنَ عَامًا.

(بخاری ج ۱ ص ۴۴۸، ابنِ ماجہ ص ۱۹۷)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نبی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا، جس شخص نے کسی معاہد (ذمی وغیرہ) کو (ناحق) قتل کیا وہ جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھ سکے گا حالانکہ اُس کی خوشبو چالیس برس کی مسافت سے محسوس کی جارہی ہوگی۔

مسجد حرام اَور مسجدِ اقصی کی تعمیر کے درمیان چالیس سال کا فرق ہے :

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّ مَسْجِدٍ وُضِعَ فِی الْاَرْضِ اَوَّلُ ، قَالَ اَلْمَسْجِدُ الْحَرَامُ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ ، قَالَ ثُمَّ الْمَسْجِدُ الْاَقْصٰی قُلْتُ

كَمْ بَيْنَهُمَا قَالَ اَرْبَعُوْنَ عَامًا ثُمَّ الْاَرْضُ لَكَ مَسْجِدٌ فَحَيْثُ مَا اَدْرَكَتْكَ الصَّلٰوةُ فَصَلِّ . (بخاری ج ۱ ص ۴۴۸)

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ زمین کے اُوپر سب سے پہلے کون سی مسجد بنائی گئی ؟ آپ نے فرمایا مسجدِ حرام، میں نے عرض کیا کہ پھر اِس کے بعد؟ فرمایا : مسجد اقصیٰ، میں نے عرض کیا کہ اِن دونوں مسجدوں کی تعمیر کے درمیان کتنا فرق تھا؟ فرمایا : چالیس سال، پھر اِس کے بعد فرمایا کہ اَب تو ساری زمین تمہارے لیے مسجد ہے جہاں نماز کا وقت ہو جائے وہیں نماز پڑھ لو۔

ف : مسجد اقصی کی بنیاد حضرت یعقوب علیہ السلام نے رکھی تھی اَور اُس کی تعمیر نو اَور تجدید حضرت سلیمان علیہ السلام نے کی تھی، اِس لحاظ سے مسجد حرام اَور مسجد اقصیٰ کی تعمیر کے درمیان چالیس سال سال کا فرق صحیح ہے کیونکہ مسجد حرام کی تعمیر سے مراد وہ تعمیر ہے جو حضرت ابراہیم اَور حضرت اِسماعیل علی نبینا و علیہما السلام نے کی تھی۔

بقیہ : اِسلام کی اِنسانیت نوازی

انہیں سکون و عافیت صرف اور صرف اِسلامی تعلیمات کے دامن ہی میں میسر آسکتی ہے۔ اسلام عورتوں کی تعلیم وترقی کا ہرگز مخالف نہیں اَور نہ عورتوں کی آزادی پر پابندی لگانا چاہتا ہے۔ عورت اپنے معاملات میں، تصرفات میں اور کردار میں یقیناً آزاد ہے لیکن وہ حرکتیں جن سے اُن کی اِنسانی عزت اور عفت داغ دار ہو جائے اِسلام ایسی کسی بھی حرکت کو عورت کے لیے جائز قرار نہیں دیتا تاکہ اُس کی انسانی شرافت وعظمت محفوظ رہے۔

قسط : ۲

توبہ نامہ

﴿ جناب پروفیسر یوسف سلیم صاحب چشتی مرحوم ﴾

اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ (القرآن)

بیشک اللہ پر توبہ کی قبولیت کا حق صرف اُن لوگوں کے لیے ہے جو جہالت میں
بدی کا اِرتکاب کر بیٹھتے ہیں لیکن پھر جلد ہی توبہ کر لیتے ہیں

مولانا سیّد حسین اَحمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں اپنے سابقہ گستاخانہ
اَور توہین آمیز رویّے پر اعترافِ تقصیر و اِظہارِ ندامت
اَور علامہ اقبال مرحوم کے اَشعار متعلقہ مولانا سیّد حسین اَحمد مدنیؒ کی ضروری وضاحت

فصلِ دوم :

اکتوبر ۱۹۵۶ء کا واقعہ ہے کہ میں لی مارکیٹ کراچی میں بس کے اِنتظار میں کھڑا تھا ایک کار میرے قریب آکر رُکی اَور اُس میں سے حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوریؒ باہر نکلے اَور میری طرف بڑھے۔ میں نے آگے بڑھ کر سلام کیا حضرت نے حسبِ معمول مجھے معانقے سے سرفراز فرمایا تھا اُس کے بعد فرمایا کہ اگر تمہیں فرصت ہو تو میرے ساتھ چلو تم سے ایک ضروری گفتگو کرنی ہے۔ میں نے عرض کی، بسر و چشم۔ حضرتؒ نے ڈرائیور سے کہا کہ برنس گارڈن چلو وہاں پہنچ کر ہم نے مغرب کی نماز پڑھی اُس کے بعد حضرتؒ مجھے ساتھ لے کر ایک بنچ پر بیٹھ گئے اَور فرمایا کہ میرے میزبان نے کل مجھ سے کہا کہ ''ایک صاحب نے جن کا نام پروفیسر یوسف سلیم چشتی ہے، ''اَرمغانِ حجاز'' کی شرح میں شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی کی شانِ اَقدس میں گستاخی بھی کی ہے اَور اُن اَشعار کی شرح میں جو اِقبال نے حضرت مدنی کے بارے میں لکھے ہیں اِقبال کے اُس اعتراف کو بھی نظر اَنداز کر دیا ہے جس کے بعد اِن اشعار کا وجود ہی کالعدم ہو چکا ہے۔'' حضرت نے فرمایا کہ میں نے اُن سے کہا کہ میں شارح کو بخوبی جانتا ہوں اِنشاء اللہ لاہور پہنچ کر اُن سے اِس

معاملے میں گفتگو کروں گا لیکن حسنِ اِتفاق سے آج تم مجھے یہیں مل گئے اِس لیے میں نے مناسب سمجھا کہ تمہاری توجہ اِس طرف مبذول کروں اَور تمہاری غلط فہمی کا اِزالہ بھی کردُوں۔''

یہ سُن کر میں نے معذرت آمیز اَنداز میں نیچی نگاہ کر کے عرض کی کہ ''حضرت بلاشبہ مجھ سے بڑی غلطی سرزد ہوگئی ہے شرح لکھتے وقت میرا ذہن اِس طرف منتقل ہی نہیں ہوا کہ علامہ اِقبال نے اپنی وفات سے تین ہفتے پیشتر اپنا بیان روزنامہ ''احسان'' میں شائع کر دیا تھا کہ حقیقتِ حال منکشف ہو جانے کے بعد اَب مجھے مولانا حسین احمد صاحب پر اعتراض کا کوئی حق باقی نہیں رہتا۔ اِس کا مطلب یہ ہے کہ وہ تینوں اشعار کالمعدوم کا مصداق ہوگئے اَور ''اَرمغانِ حجاز'' میں اِن کے اِندراج کا کوئی جواز باقی نہیں رہتا۔

میرے اِظہارِ ندامت اَور اعترافِ تقصیر کے بعد حضرت لاہوریؒ نے مجھ سے دریافت کیا۔ ''تم میری بابت کیا رائے رکھتے ہو؟'' میں نے عرض کی کہ ''حضرت میں آپ کو ۱۹۲۹ء سے جانتا ہوں [1] اَور آپ کو اللہ کے نیک اَور برگزیدہ بندوں میں شمار کرتا ہوں'' یہ سُن کر فرمایا ''میری بات کا یقین کرو گے؟''۔ میں نے کہا ''ضرور یقین کروں گا کیونکہ اللہ والے جھوٹ نہیں بول سکتے'' یہ سن کر فرمایا: تو سنو میں تمہاری بدگمانی دُور کرنے کے لیے تمہیں بتانا چاہتا ہوں کہ ''میری رائے میں اَور میرے علم کی رُو سے اِس وقت رُوئے زمین پر کوئی شخص رُوحانیت، تقویٰ اَور تعلق مع اللہ کے اعتبار سے حضرتِ اَقدس شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی مدظلہ سے بڑھ کر نہیں ہے''۔ میں نے پوچھا ''آپ کو یہ بات کیسے معلوم ہوئی؟'' فرمایا ''میں حج کے مواقع پر خاصانِ حق کے اجتماع میں برابر شریک ہوتا رہا ہوں۔ ان سب ہوں کا اِس بات پر اِتفاق ہے کہ اِس وقت رُوئے زمین پر حضرتِ موصوف کا جواب نہیں۔ میں سراپا حیرت بنا ہوا حضرت لاہوریؒ کی زبان سے حضرت مدنیؒ کی عظمت کا اعتراف سُن رہا تھا، اُس کے بعد حضرتِ موصوفؒ نے فرمایا :

---

[1] حضرت لاہوریؒ سے میرے تعلقات ۱۹۲۹ء میں قائم ہوئے تھے۔ تقریب کی صورت یہ ہوئی کہ ۱۹۲۹ء میں انجمن حمایتِ اِسلام نے علامہ اِقبال مرحوم اَور سید غلام بھیک نیرنگ مرحوم کی نگرانی میں اشاعتِ اِسلام کالج قائم کیا تھا اَور کالج کمیٹی نے جس کے صدرِ محترم حضرت لاہوریؒ تھے میرا تقرر بحیثیتِ پرنسپل کیا تھا میں کالج کے نظم ونسق کے سلسلے میں مشورہ کرنے اَور ہدایات حاصل کرنے کے لیے حضرت لاہوریؒ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا۔

''حضرتِ مدنی کی جوتیوں کا تلا بھی میری داڑھی سے زیادہ محترم ہے۔ بلا شبہ وہ اِس زمانے میں اللہ کی ہستی کی نشانیوں میں سے ایک واضح نشانی ہیں چونکہ میں تمہیں عزیز رکھتا ہوں اِس لیے تمہیں مشورہ دیتا ہوں کہ حضرتِ مدنی ؒ کی شان میں تم سے جو گستاخیاں سرزَد ہوئی ہیں اُن سے رُجوع کرلو اَور اللہ سے اِلتجا کرو کہ وہ تمہارے گناہوں کو معاف فرمادے اگر تم حضرتِ اقدس کے مقام سے آگاہ ہوتے تو ہرگز ایسی گستاخی کا اِرتکاب نہ کرتے۔ میں دُعاء کروں گا کہ اللہ تم پر حضرتِ اقدس کا مقام واضح کردے تم اِس بات پر غور کرو کہ مولانا اشرف علی تھانویؒ حضرتِ اقدسؒ کے سیاسی خیالات سے متفق نہیں تھے اِس کے باوجود اُن کا نہایت احترام کرتے تھے اَور اپنی مجالس میں اُن کی رُوحانی عظمت کا اعتراف کرتے تھے۔''

اِس گفتگو کے بعد حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ مجھے میرے مکان پر پہنچا کر اپنے میزبان کے گھر تشریف لے گئے۔

حضرت کی اِس تلقین کا اِس سیہ کار پر ایسا اَثر ہوا کہ دِل کی دُنیا ہی بدل گئی اَور ایسا معلوم ہوا کہ وہ پردہ جو میرے اور حضرت مولانا مدنیؒ کے مابین حائل تھا یک لخت ہٹ گیا اور اُن کی عظمت کا ایک نہ مٹنے والا نقش میرے دِل پر قائم ہوگیا۔ اِس کی وجہ ظاہر ہے کہ میں حضرت لاہوریؒ سے ۲۵، ۲۶ سال سے واقف تھا اَور مجھے یقین تھا کہ جھوٹ اُن کی زبان سے نہیں نکل سکتا اِس لیے اُن کی گواہی کے بعد پھر مجھے کسی دلیل کی حاجت باقی نہیں رہی۔

اِس جگہ ضمناً یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ اِیمان باللہ کا دارومدار بھی تو سرکارِ دو عالم ﷺ کی گواہی پر ہی ہے ورنہ ہم میں سے خدا کو کس نے دیکھا ہے اَور کون دیکھ سکتا ہے؟ نیز آنحضرت ﷺ کی رسالت پر ہمارا اِیمان دراصل صحابہ کرامؓ خصوصًا حضرت صدیق اکبرؓ اَور فاروق اعظمؓ ہی کی گواہی پر موقوف ہے اَور اِس بات کا اعتراف ولیم موّر جیسے مخالف نے بھی کیا ہے چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ

''(حضرت) ابوبکرؓ کو ذاتی اعزاز یا استعلاءِ نفس کی مطلق آرزو نہیں تھی اگرچہ اُن کو اقتدارِ کلی حاصل تھا، مگر اُنہوں نے اِسے صرف اِسلام کے مفاد کے لیے استعمال کیا،

لیکن اُن کی قوت کا عظیم راز اُن کے اِس ایمان میں مضمر تھا جو اُنہیں (حضرت) محمد (ﷺ) کی رسالت پر تھا۔ بہر حال اُن کے پیشِ نظر صرف ایک ہی سوال رہتا تھا اَور وہ یہ تھا کہ اُنہوں (آنحضرت ﷺ) نے کیا حکم دیا تھا؟ یا اگر وہ ہوتے تو اِس معاملے میں کیا کرتے؟ اَور اِس ضابطۂ حیات سے حضرت ابوبکرؓ نے تادم آخر سرمو انحراف نہیں کیا اِسی کی بدولت اُنہوں نے فتنۂ اِرتداد کا قلع قمع کر دیا اَور اِسلام کی بنیادوں کو ہمیشہ کے لیے استوار کر دیا۔ اُن کا عہدِ حکومت اگرچہ مختصر تھا، مگر اِس میں کوئی شک نہیں ہے کہ خود محمد (ﷺ) کے بعد اِسلام ابوبکرؓ سے بڑھ کر کسی شخص کا ممنون احسان نہیں ہے۔ میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی زندگی اَور سیرت پر جو اِس قدر تفصیل سے کلام کیا ہے اُس کی ایک وجہ تو یہی ہے جو اُوپر بیان ہوئی اَور دُوسری وجہ یہ ہے کہ پیغمبر اِسلام ﷺ پر اُن کا ایمان راسخ خود محمد (ﷺ) کی صداقت پر ایک ناقابلِ تردید شہادت ہے اگر آنحضرت ﷺ مفتری علی اللہ ہوتے، تو وہ اِس شخص کی عقیدت اَور رفاقت کو حاصل کرنے میں ہرگز کامیاب نہ ہو سکتے تھے جو زِیرک اَور صاحبِ بصیرت ہی نہ تھا بلکہ جس کی ساری زندگی سادگی، استواری اَور اخلاص کا مظہر اَتم تھی۔'' (خلافت: اِس کا آغاز، عروج اَور اِنحطاط، مطبوعہ ایڈنبرا ۱۹۲۴ء صفحہ ۸۱)

مارچ ۱۹۵۷ء میں کراچی سے نقل مکانی کر کے لاہور واپس آیا تو زندگی میں پہلا اِنقلاب یہ رُونما ہوا کہ حضرت لاہوریؒ کی مجالسِ ذکر میں شرکت شروع کی۔ حضرت اِس سیہ کار پر خصوصی توجہ فرماتے تھے یعنی مجلس ذکر میں اپنے بائیں جانب پہلو میں جگہ دیتے تھے۔ اِس کے علاوہ جب کبھی تنہائی میں ملاقات ہوتی تھی تو بالالتزام شیخ الاسلام حضرت اقدسؒ کے کمالاتِ رُوحانی کا تذکرہ فرماتے تھے۔ اُن تذکروں کا میرے دِل پر یہ اَثر مرتب ہوا کہ چند ماہ کے بعد مجھے حضرت اَقدسؒ سے وہ رابطہ قلبی پیدا ہو گیا جسے عشق سے تعبیر کر سکتے ہیں، چنانچہ جب ۵/دسمبر ۱۹۵۷ء کو اَخباروں سے یہ معلوم ہوا کہ حضرت اَقدسؒ کا وصال ہو گیا تو مجھ پر زندگی میں پہلی مرتبہ فراق کی کیفیت طاری ہوئی، میں اُس زمانہ میں مسجد شاہ چراغؒ میں ہر اِتوار کو مثنوی کا درس دیا کرتا تھا اَور اہلِ علم جانتے ہیں کہ مثنوی کا سارا تار و پود عشق اَور فراق اِن ہی دو چیزوں سے مرکب ہوا ہے

اَور کُل مثنوی اِن دو اِبتدائی شعروں کی تفسیر ہے۔

بشنو از نے چوں حکایت می کند
از جدائی ہا شکایت می کند
کز نیستاں تا مرا ببریدہ اند
از نفیرم مرد و زن نالیدہ اند

یعنی رُوحِ اِنسانی جو اَزل سے محبوبِ حقیقی کے عشق میں مبتلا تھی جب دُنیا میں آئی تو فراق کی کیفیت سے دوچار ہوگئی۔ قصہ مختصر عشق اَور فراق یہ مثنوی کے دو بنیادی تصورات ہیں اَور اِس کا قصر رفیع اِن ہی بنیادوں پر استوار ہوا ہے، مجھے یہ محسوس ہوا کہ میں اپنے محبوب سے جدا ہو گیا ہوں۔ اللہ اکبر! یہ کتنا عظیم الشان انقلاب تھا جو میرے ضمیر کی گہرائیوں میں رُونما ہوا وہ شخص جس سے مدتوں تک ن ف رت کرتا رہا۔ وہی شخص اَب میرا محبوب بن چکا تھا اَور اِسی لیے اُس کی وفات کی خبر پڑھ کر مجھ پر فراق کی کیفیت طاری ہوگئی تھی۔

میں نے مثنوی کا درس ملتوی کردیا اَور مجلس میں یہ اعلان کیا کہ آئندہ مجالس میں حضرت اَقدسؒ کے کمالاتِ رُوحانی کا بیان کروں گا، چنانچہ یہ سلسلہ چار ماہ تک جاری رہا عام قارئین کی آگاہی کے لیے یہ وضاحت ضروری سمجھتا ہوں کہ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی تلقین کی بناء پر میں نے ''نقشِ حیات'' اَور ''مکتوباتِ شیخ الاسلام'' کا مطالعہ کرلیا تھا۔

۱۹۵۷ء سے ۱۹۶۱ء تک حضرت لاہوریؒ کی مجالس ذکر میں شرکت کا سلسلہ جاری رہا اَور اِس عرصے میں حضرت موصوف نے اپنے اِرشادات سے مجھے حضرت اَقدسؒ کے مقام سے بڑی حد تک آگاہ کردیا تھا اِن اِرشادات کی روشنی میں اگر ایک طرف مجھ پر حضرت اَقدسؒ کے کمالاتِ رُوحانی سے آگاہی حاصل ہوئی تو دُوسری طرف یہ حقیقت بھی منکشف ہوئی کہ حضرت اَقدسؒ انگریز کو اِسلام اَور مسلمانوں کا سب سے بڑا دشمن یقین کرتے تھے۔

چنانچہ حضرت اَقدسؒ سے تعلق کی بدولت میرے دِل میں بھی انگریزی زبان، انگریزی لباس، انگریزی وضع قطع اَور انگریزیت سے زندگی میں پہلی مرتبہ نفرت کا جذبہ پیدا ہوا حالانکہ میں اپنے زندگی کے ساٹھ سال اِسی لعنت میں گزار چکا تھا اَور اکبر کا یہ شعر مجھ پر ہو بہو صادق آتا تھا۔

چیز وہ ہے بنے جو یورپ میں بات وہ ہے جو پانیئر میں چھپے

حضرت اَقدس ؒ فرمایا کرتے تھے کہ ہمارا اَصلی دشمن ہندو نہیں انگریز ہے، چنانچہ جب میں نے اِس نگاہ سے تاریخ عالم کا مطالعہ کیا تو اِس اِرشاد کی صداقت مجھ پر روزِ روشن کی طرح آشکار ہوگئی۔ اللہ جزائے خیر عطا فرمائے اکبرالٰہ آبادی کو۔ اُنہوں نے اِن شعروں میں کتنی سچی بات کہی ہے۔

زیادہ اِن سے رہو محترز کہ ہندو سے
یہ خود ہی سوچ لو ، دِل میں اگر نہ کچھ کد ہو
یہ چاہتے ہیں کہ ختنہ میاں کا ہو موقوف
وہ چاہتے ہیں کہ مسلمانی ہی ندارَد ہو

اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ تشریح سے بلاغت کا خون ہوجائے گا تو ختنے اَور مسلمانی کے مفہوم اَور اِن دونوں میں فرق کو بھی واضح کر دیتا۔

حضرت لاہوری ؒ کے وصال کے بعد زندگی میں ایک خلا سا محسوس ہونے لگا۔ ذکرِ حبیب سننے کو کان ترس گئے بالآخر ۱۹۶۴ء میں محترمی قاضی زاہد الحسینی مدظلہٗ کو اپنی باطنی کیفیت سے آگاہ کیا اَور لکھا کہ تبریز سے جدائی کے بعد دِل کسی صلاح الدین کو ڈھونڈتا ہے۔ اُنہوں نے اَزراہِ لطف اِس عاجز کو مشورہ دیا کہ

''خوش قسمتی سے حضرت اَقدس ؒ کے خلیفۂ مجاز مولانا سیّد حامد میاں صاحب مدظلہٗ لاہور میں سکونت پذیر ہیں وہ تمہارے حق میں صلاح الدین بھی ثابت ہوں گے اَور حسام الدین بھی۔''

چنانچہ ۱۹۶۵ء میں اِس عاجز نے حضرت مدنی ؒ کے خلیفۂ مجاز حضرت مولانا سیّد حامد میاں مدظلہٗ مہتمم جامعہ مدنیہ لاہور سے رشتہ اِرادت وعقیدت استوار کیا اَور استواری کے بعد یہ محسوس ہوا کہ نظامی مرحوم نے یہ مصرع میرے ہی لیے کہا تھا۔ ع

شکر کہ جمازہ بمنزل رسید

جب میں نے اِس بات کی اِطلاع قاضی صاحب موصوف کو دی تو اُنہوں نے مجھے لکھا کہ اَب جبکہ حضرت اَقدس ؒ کا مقام آپ پر واضح ہو چکا ہے اَور آپ اُن کے دامن سے وابستہ ہوگئے ہیں تو آپ کو

لازم ہے کہ گزشتہ زمانے میں آپ کے قلم اَور آپ کی زبان سے جس قدر گستاخیاں حضرت اَقدسؒ کی شان میں سرزد ہو چکی ہیں اُن کا صدقِ دل سے اعتراف کیجئے اَور توبہ نامہ شائع کیجئے تاکہ (۱) قیامت کے دِن مواخذہ اَور عتاب دونوں سے محفوظ ہو جائیں (۲) حضرت اَقدسؒ کی توجہ اَور اُن کے رُوحانی فیض سے بہرہ ور ہو سکیں (۳) اَور اُن لوگوں کا بھلا ہو سکے جو عدمِ واقفیت کی وجہ سے آج بھی حضرت اَقدسؒ کی طرف سے سوءِ ظن رکھتے ہیں جس طرح آپ خود عرصہ دراز تک اِس غلطی میں مبتلا رہ چکے ہیں۔

دُوسری مرتبہ ۲۰ر جنوری ۱۹۶۷ء کے خط میں لکھا :

''میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ اکثر اَوقات لوگ اہل اللہ کا صرف ایک ہی رُخ دیکھتے ہیں۔ اللہ نے آپ پر خصوصی فضل فرمایا ہے اگر آپ صیانۃً للناس اِس موضوع پر ایک مقالہ سپردِ قلم فرمادیں جس میں حضرت شیخ نور اللہ مرقدہٗ سے آپ کی نسبت کا ذکر بھی آجائے تو بڑا مفید رہے گا اَور بہت سے لوگوں کا راہ نما ہوگا۔''

تیسری مرتبہ یکم اپریل ۱۹۶۷ء کے خط میں لکھا :

''آج ایک بہت پاکیزہ مجلس میں آپ کا ذکرِ خیر آ گیا اِس لیے بطورِ یاددہانی عرض ہے کہ ضرور ایک جامع مضمون اپنی انابت پر تیار فرمائیں اِس سے اِنشاء اللہ دُوسروں کو بہت فائدہ پہنچے گا۔''

چوتھی مرتبہ ۱۲راپریل ۱۹۶۷ء کے خط میں لکھا :

''آپ کے اِس مضمون سے اِنشاء اللہ کئی بھٹکے ہوئے اَور گستاخ ذہن اِنسانوں کو نورِ ہدایت مل جائے گا اَور وہ سوءِ خاتمہ سے محفوظ رہیں گے۔''

پانچویں مرتبہ آپ نے ۲۴راپریل ۱۹۶۸ء کے خط میں لکھا :

''کلامِ اقبال کی شرح میں جہاں جہاں جناب کا قلم حدودِ اَدب سے تجاوز کر گیا ہے اگر فی الحال بہت جلد اِن عبارتوں سے رجوع فرمالیں تو یہ بھی صرف بہتر نہیں بلکہ ضروری ہے۔''

میں نے یہ اِقتباسات قصدًا درج کیے ہیں تاکہ قارئین پر یہ حقیقت واضح ہو سکے کہ اِس قدر تاکید

کے باوجود میرا نفس اپنی گستاخیوں، غلطیوں اَور کوتاہیوں کے اعتراف پر آمادہ نہیں ہوتا تھا۔ قارئین غور کریں کہ اپنی غلطیوں کا اعتراف نفس پر کس قدر شاق گزرتا ہے۔ قاضی صاحب مسلسل متوجہ کررہے ہیں مگر نفس ہے کہ ٹس سے مس نہیں ہوتا بلکہ مسلسل مجھ سے یہی کہتا رہا کہ اِس اعتراف سے تیری کس قدر سُبکی ہوگی دُنیا کی نظروں میں تو کس قدر ذلیل ہوجائے گا۔ وَغَیْرُ ذَالِکَ مِنَ الْخُرَافَاتِ .

اِس عرصے میں ایک دفعہ بھی میں نفس کی گرفت سے آزاد نہیں ہوسکا یعنی اِس سے یہ نہ کہہ سکا کہ جب قیامت کے دن خدا مجھ سے پوچھے گا کہ تونے میرے مقرب بارگاہ بندے کی شان میں یہ گستاخی کس بناء پر کی تھی تو کیا جواب دُوں گا؟ اَور جب فرمائے گا کہ حقیقتِ حال سے آگاہ ہوجانے کے بعد کیا چیز تجھ کو اعترافِ گناہ سے روکتی رہی تو کیا عذر پیش کروں گا؟ اَور جب بھری محفل میں یعنی اللہ کی بارگاہ میں میری رُسوائی ہوگی تو کیا وہ رُسوائی اِس دُنیا کی سُبکی یا تحقیر سے بدرجہا زیادہ نہ ہوگی!

سچ ہے ریت سے تیل نکالنا آسان ہے مگر نفسِ اَمارہ کے پھندے سے اپنے آپ کو نکالنا بہت مشکل ہے، اِنسان ضعیف الایمان جتنا دُنیا والوں سے ڈرتا ہے اگر خدا سے اِتنا ڈرنے لگے تو بلا شبہ فرشتہ بن جائے۔ سچ کہا شیخ سعدیؒ نے :

گر وزیر از خدا بتر سیدے ہم چناں کز ملک ، ملک بودے

جب قاضی صاحب نے دیکھا کہ میں مسلسل لیت ولعل سے کام لے رہا ہوں اَور وعدوں کے باوجود اِیفائے وعدہ نہیں کرتا تو اُنہوں نے میری عاقبت سنوارنے کے لیے اپنی دینی ترکش سے آخری تیر نکالا یعنی ۲۲ رمئی ۱۹۶۸ء کے خط میں لکھا :

''بہر حال آپ کی طرف سے فی الحال اگرچہ چند سطور ہی ''خدام الدین'' میں آجائیں تو بہتر ہیں مثلاً شیخ الاسلام حضرت مدنی قدس سرہ العزیز کی شان گرامی میں میرے قلم اَور میری زبان سے جو کلمات ناشائستہ صادر ہوچکے ہیں میں اُن پر صدقِ دِل سے نادم ہوکر رُجوع کرتا ہوں اِس پر تفصیلی مقالے کا اِنتظار فرمائیں۔ یہ بھی فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرَاتِ کا مصداق ہوجائے گا۔ میں آپ سے باربار اِس لیے عرض کررہا ہوں کہ سالک کے اَکثر مقامات شیخ کی شان میں بے اَدبی سے نہ صرف رُک جاتے ہیں بلکہ لطائف بجھ

جاتے ہیں۔''

جس وقت میں نے یہ آخری جملہ پڑھا تو مجھ پر جو کیفیت طاری ہوئی اُسے اِس مصرع سے واضح کیا جاسکتا ہے۔ ع

تزلزل در ایوانِ شیطان فتاد

دُوسرے لفظوں میں اِس فقرے نے میری خودی کو بیدار کر دیا چنانچہ میں نے اپنی ہمت اَور اپنے اختیار دونوں ہتھیاروں سے بیک وقت کام لے کر نفس سے کہا: میری ہستی عبارت ہے لطائف سے نہ کہ تجھ سے! اگر لطائف ہی بُجھ گئے یعنی دِل ہی مرگیا تو پھر وجودِ یوسف اَور عدمِ یوسف دونوں یکساں ہو گئے! کیا تو نے اِقبال کا یہ شعر نہیں پڑھا؟ ۔

مجھے یہ ڈر ہے دلِ زندہ تو نہ مرجائے کہ زندگانی عبارت ہے تیرے جینے سے

اے نفس! اگر میرا دِل مرگیا تو پھر مجھ میں اَور حمار میں کوئی فرق نہیں رہے گا۔ میں نے برسوں تیرا کہنا مانا اَور حقیقتِ حال سے آگاہ ہوجانے کے باوجود اعترافِ گناہ نہیں کیا لیکن اَب میرے سامنے زندگی اَور موت کا سوال دَرپیش ہے اِس لیے تیرا کہنا ہرگز نہیں مانوں گا، چونکہ میں اَندھا تھا یعنی حضرت اَقدسؒ کے مقام سے آگاہ نہ تھا اِس لیے میں نے واقعی حضرت موصوفؒ کی اپنے قلم اَور اپنی زبان سے اُن کی شان میں گستاخیاں کی ہیں، میں غلط پروپیگنڈے کے سحر سے مسحور ہوگیا تھا، حق اَور باطل میں تمیز کی صلاحیت مفقود ہوگئی تھی، الحمدللہ کہ اُس نے مجھے قبل وفات توبہ اَور انابت کی توفیق عطا فرمائی۔ چونکہ عام قارئین لطائف کے مفہوم سے آشنا نہیں ہیں اِس لیے اُن کے فائدے کے لیے تصوف کی اِس اصطلاح کی تشریح ذیل میں درج کرتا ہوں۔

واضح ہو کہ جس طرح دماغ مرکزِ عقل ہے اِسی طرح دِل مرکزِ عشق ہے عقل کے بارے میں تو سب متفق ہیں کہ واقعی ہر اِنسان میں یہ قوت (Faculty) موجود ہوتی ہے (الا ماشاء اللہ) اَور یہی قوت اُسے فرس وحمار سے متمیز کرتی ہے یعنی بمنزلہ فصل ہے، چنانچہ مناطقہ اِنسان کی تعریف ہی یہ کرتے ہیں کہ وہ حیوانِ ناطق ہے لیکن عشق کے بارے میں اِختلافِ آراء پایا جاتا ہے۔

صوفیا بخلاف عقلاء وحکماء صرف اِسی کو خدا رَسی کا یقینی اَور محفوظ ذریعہ سمجھتے ہیں اَور عقل کی عاجزی اَور بے چارگی کے معترف ہیں۔

عشق کیا ہے؟ اِس کا صحیح جواب تو یہ ہے کہ ''در گفتن نمی آید'' مگر منکرین و مستفسرین کی تفہیم کے لیے مختصر طور پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ عشق ایک نا قابلِ بیان انجذابی کیفیت کا نام ہے۔ اِس کا وظیفہ یہ ہے کہ اِس کی بدولت عاشق (سالک) معشوق کی صفات کو اپنے اَندر جذب کر سکتا ہے، چنانچہ اِسلام کی تاریخ میں حضرت ابوبکر المقلّب بہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سب سے بڑے عاشق گزرے ہیں جن کے سامنے سب صحابہ ایسے ہیں جیسے آفتاب کے سامنے ستارے، جن کی صرف ایک رات کی نیکیاں امیر المومنین حضرت عمر بن خطابؓ کی ساری زندگی کی نیکیوں پر بھاری ہیں کون عمرؓ وہ عمرؓ جو

(۱) حضور ﷺ کی ''مراد'' ہیں۔

(۲) جن کے سایے سے شیطان بھاگ جاتا تھا۔

(۳) جن کی رائے بعض معاملات میں وحی الٰہی سے موافق ثابت ہوئی۔

(۴) جنہوں نے اِسلام کو آشکار کیا (مسلمانوں نے پہلی مرتبہ خانۂ کعبہ میں نماز پڑھی)

(۵) جن کی ذات خسروی اَور دَرویشی کا بہترین سنگم تھی۔ اُن کی خسروی کا یہ عالم تھا کہ بائیس مربع میل پر حکمران تھے اَور درویشی کا یہ عالم تھا کہ کُرتے میں بارہ پیوند لگے ہوتے تھے۔

(۶) جنہوں نے سلمان فارسیؓ کے اِس اعتراض پر کہ دوگز میں تمہارا کُرتا کیسے بن گیا؟ فوراً اپنے بیٹے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے کہا کہ ''جانِ پدر! اِس وقت ایک صحابی رسول نے مجھ پر اعتراض کیا ہے لہٰذا میری براءت کرو۔'' لہٰذا بیک وقت حریت، مساوات اَور عدالت کا مظاہرہ کیا۔

(۷) جس نے چھ سو میل کا سفر اِس شان سے کیا کہ نہ آج تک کسی حکمران نے کیا ہے اَور نہ آئندہ کر سکے گا۔ ایک اُونٹ صرف ایک اُونٹ، ایک غلام، جو اپنی باری پر سوار بھی ہو جاتا تھا، ایک مشکیزہ، ایک رکابی، ایک پیالہ، ایک تھیلا جس میں کھجوریں تھیں اَور ایک تھیلا جس میں ستو تھے۔

(۸) جن کے بارے میں ہمارے زمانے میں نواب عماد الملک سیّد علی بلگرامی (شیعہ) اَور موہن داس کرم چند گاندھی (ہندو) نے یہ کہا کہ ''دُنیا میں اَبھی تک دُوسرا عمر پیدا نہیں ہوا ہے۔''

جی ہاں وہی عمرؓ جن کی سطوت اَور ہیبت کے آگے سیف من سیوف اللہ حضرت خالد جانبازؓ فاتح عراق وشام اَور ممدوح عام وخاص حضرت عمر بن عاصؓ فاتح مصر وطرابلس دونوں لرزہ براَندام رہتے تھے۔

قارئین ! فاروق اعظمؓ کی تمام خدمات و خصوصیات کو مدنظر رکھیں پھر اِس حقیقت پر غور کریں کہ صدیقِ اکبرؓ کے سامنے اُن کی کوئی حیثیت نہیں تھی تو شاید ''ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْھُمَا فِی الْغَارِ '' کے مقام کا کچھ خفیف سا اَندازہ ہو سکے۔ ع

حقیقت اَبدی ہے مقامِ صدیقی

ہاں تو میں یہ کہہ رہا تھا عشق وہ قوت ہے جس کے ذریعے سے عاشق معشوق کی صفات کو اپنے اَندر جذب کر سکتا ہے اَور اِس کا نتیجہ بالآخر یہ ہوتا ہے کہ

مرضی اُو مرضی حق می شود ماہ اَز اَنگشتِ اُو شق می شود

(اقبالؒ)

بلکہ اِس سے بھی بڑھ کر یہ کہ

در رضایش مرضی حق گم شود ایں سخن کے باور مردم شود

(رُومیؒ)

فی الجملہ یہ دِل یا یہ قلب یہ گوشت کا لوتھڑا نہیں ہے جسے بدلا جا سکتا ہے بلکہ یہ ایک لطیفہ ہے۔ من جملہ لطائف ستہ۔ لطیفہ بمعنی بسیار لطیف کہ اَز مادہ و مادّیت و جسم و جسمانیت مطلق منزہ باشد۔ اِس کے علاوہ پانچ لطائف اَور بھی ہیں۔ اگر یہ لطائف بجھ جائیں تو سالک کی ترقی ہی نہیں رُک جاتی بلکہ وہ بہائم کی صف میں شامل ہو جاتا ہے یعنی جیتے جی مر جاتا ہے۔ اقبال نے کیا خوب کہا ہے۔

دِل مردہ دِل نہیں ہے اُسے زندہ کر دوبارہ
کہ یہی ہے اُمتوں کے مرضِ کہن کا چارہ

جب لطیفہ قلب بُجھ جاتا ہے تو دُوسرے لفظوں میں دِل مر جاتا ہے اَور اِقبال اِسے دِل سے تعبیر نہیں کرتا بلکہ اِسے ''مشتِ گل'' یا ''راکھ کا ڈھیر'' قرار دیتا ہے اَور تلقین کرتا ہے کہ صحبتِ شیخ اِختیار کر کے اِسے دوبارہ زندہ کرو۔ دراَصل اِنسان کا زِندہ خدا کے ساتھ زندہ رابطہ اِسی لطیفے کی بدولت ممکن ہو سکتا ہے اَور جب تک زندہ خدا کے ساتھ زندہ رابطہ استوار نہ ہو اِنسان کسی بدی کسی برائی کسی بدکاری اَور کسی بدمعاشی سے باز نہیں آ سکتا۔

عقل سے صرف یہ معلوم ہوسکتا ہے کہ اِس دُنیا کا بنانے والا ہے کوئی ہے ضرور۔ یہ خود بخود تو نہیں بن گئی ہے، بس یہاں عقل کا کام ختم ہوجاتا ہے۔ لہٰذا اِنسان کا خدا سے رابطہ تو قائم ہوجاتا ہے مگر وہ رابطہ زندہ یا مؤثر نہیں ہوتا یعنی اِس کی بدولت زندگی میں اِنقلاب پیدا نہیں ہوسکتا لیکن عشق خدا کی ہستی کا یقین ۱؎ پیدا کردیتا ہے اَور یقینِ کامل کے بعد جو رابطہ پیدا ہوتا ہے وہ زندہ یا مؤثر ہوتا ہے یعنی سالک کی زندگی میں اِنقلاب پیدا ہوجاتا ہے۔

۱؎ اکبرالٰہ آبادی نے اِس نکتہ کو یوں بیان کیا ؎

اِک لطافت قلب میں تھی ، عقل و حکمت کے سوا
رہ گئے سب وہ مگر پرتو ترا پا ہی گئی

یعنی عقل، حکمت، منطق، فلسفہ اَور کلام یہ سارے علوم و آلات ناکام ہوگئے تیرا پرتو اگر پاسکی تو وہ لطافت جو وَراء العقل تھی اَور جس کا محل ''قلب'' ہے۔

دُنیا کی تاریخ اُٹھا کر دیکھ لو کسی فلسفی یا منطقی نے اپنے شاگردوں کی زندگی میں اِنقلاب پیدا نہیں کیا۔ یہ نعمت صرف عاشقوں کی جوتیاں سر پر رکھنے سے حاصل ہوتی ہے اِسی لیے اَمیر خسرو نے سلطان جی کی جوتیاں سر پر رکھ لی تھیں۔

عام قارئین کے لیے یہ وضاحت ضروری تھی ورنہ وہ محترمی قاضی صاحب کے اِس تہدیدی جملے کی اہمیت کا اَندازہ نہیں کرسکتے تھے کہ شیخ کی شان میں بے اَدبی سے نہ صرف اکثر مقامات رُک جاتے ہیں بلکہ لطائف ہی بُجھ جاتے ہیں۔

اِن تفصیلات کے بعد اَب میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا شکر اَدا کرتا ہوں کہ اُس نے وفات سے پہلے مجھے توبہ کی اَور اِنابت کی توفیق عطا فرمائی، اِس کے بعد حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوریؒ کے لیے دُعائے خیر کرتا ہوں کہ اُنہوں نے مجھے حضرت اَقدسؒ کے مقام سے آگاہ فرمایا اَور اِس کے بعد محترم قاضی زاہد الحسینی صاحب کا شکر یہ اَدا کرتا ہوں کہ اُنہوں نے مجھے اِس کارِ خیر پر آمادہ کیا۔ آخر میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرتا ہوں کہ :

اے اللہ! اے غافر الذنب وقابل التوب! اے غفور الرحیم ! لَآ اِلٰـهَ اِلَّآ اَنْتَ وَلَا

قَاضِیَ الْحَاجَاتِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا غَافِرَ الذُّنُوْبِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا فَاعِلَ فِی الْحَقِیْقَةِ اِلَّا اَنْتَ وَلَامَوْجُوْدَ فِی الْحَقِیْقَةِ اِلَّا اَنْتَ. رحیم و کریم! میں اپنے گناہوں کا صدقِ دِل سے اعتراف کرتا ہوں میری ساری زندگی نافرمانیوں میں بسر ہوئی ہے۔

واپس آمد بندۂ بگریختہ آبروئے خود زعصیاں ریختہ
بے گنہ نگذشت برمن ساعتے باحضور دِل نکردم طاعتے

اے ستار العیوب! میں بصمیمِ قلب اِقرار کرتا ہوں کہ میں نے تیرے مقبول بارگاہ اَور برگزیدہ بندے شیخ الاسلام مجاہدِ اعظم قدوۃ العارفین زبدۃ الکاملین سیدی شیخی وسندی و وسیلتی فی الدارین سیّد حسین احمد صاحب مدنی قدس سرہ العزیز کی شان اَقدس میں اپنے قلم اَور اپنی زبان سے بڑی گستاخیاں کیں، میں اپنی اِس نالائقی اَور حماقت کو کسی پردے میں نہیں چھپانا چاہتا علانیہ صاف لفظوں میں اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں۔

اے اللہ! میں اَندھا اَور جاہل اَور احمق اَور عقل وخرد سے بیگانہ ہوگیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ جس شخص نے حرمِ نبوی میں بیٹھ کر چودہ سال تک دین کی تعلیم وتبلیغ کی اَور ساری عمر اِتباعِ رسول ﷺ میں بسر کردی تھی اُسے مقامِ رسول سے بے خبر قرار دیتا رہا بلکہ اُس کی شان میں گستاخیاں کرتا رہا اَور ستم بالائے ستم یہ کہ اِن گستاخیوں پر فخر کرتا رہا۔

اے اللہ! یہاں کی ذلت اَور رسوائی مجھے منظور ہے، میں تو یوں بھی سراپا خطا اَور مجسم گناہ ہوں، مجھ میں اَور ہی کونسی خوبی ہے جس پر ناز کرسکتا ہوں مجھے قیامت میں اپنی خفگی اَور اپنے محبوب کی ناراضگی سے محفوظ رکھیو۔

اے اللہ! میں ڈرتا ہوں اَور سخت لرزہ براَندام ہوں اِس بات سے کہ قیامت میں جب حضور اَنور ﷺ کی نگاہ مجھ پر پڑے گی تو کہیں آنحضور ﷺ مجھ سے اِس اَنداز میں خطاب نہ فرمائیں: ''اچھا تو تم ہو وہ گستاخ اَور دریدہ دہن جس نے میرے اُس عاشق صادق کی شان میں بے اَدبی کی تھی جس نے میرے دین کی سربلندی کی خاطر اَور میری

محبت میں ساری عمر قید و بند کو دعوت دی اَور طوق و سلاسل کو لبیک کہا! جس نے میری محبت میں میرے دین کے دُشمنوں کے خلاف جہاد کیا اَور تادمِ آخر کلمۂ حق کہا، جس نے میری خاطر مالٹا میں مصائب جھیلے جس نے میری محبت میں کراچی کا جیل کاٹا، جس نے اِعلاء کلمۃ اللہ کے لیے انگریز (علیہ ماعلیہ) سے ٹکر لی۔ جس نے میری اُمت کو بہبود کے لیے دِن میں قرآن وحدیث کا درس دیا اَور رات میں دُشمنانِ اِسلام کے خلاف لسانی جہاد کیا۔ جس نے اِسلام کی خاطر غیروں کے طعنے سنے اَور اَپنوں سے گالیاں کھائیں اَور گالیاں کھا کے بے مزہ ہونا دَرکنار اُن گالیاں دینے والوں کے حق میں دعائیں کیں، جس نے اپنی تمام متاعِ حیات مجھ پر نثار کردی۔'' تو اُس وقت میرا کیا حال ہوگا؟ کونسا آسمان مجھے پناہ دے گا اَور کونسی زمین مجھے ٹھکانا دے گی؟

اے اللہ! حضور ﷺ کی ایک نگاہِ عتاب میری عاقبت کو برباد کرنے کے لیے کافی ہے۔

اے اللہ! حضور ﷺ کی اس نگاہِ عتاب سے بچنے کے لیے میں اس دُنیا میں ہر قسم کی ذلت اور رُسوائی برداشت کرنے کو تیار ہوں۔

اے اللہ! میں صدقِ دِل سے توبہ کرتا ہوں میری لغزشوں، خطاؤں اَور گستاخیوں کو معاف کردے جو میں نے اپنے شیخ طریقت مخدوم ملت، محرم رازِ نبوت، واقف اِسرار رسالت اَور آشنائے مقام محمدی (علیہ افضل التحیۃ والثناء) کی شان میں روا رکھی تھیں۔

اے اللہ اپنے مقبول بارگاہ بندوں کو توفیق عطا فرما کہ وہ میرے حق میں معافی کے لیے دُعا کریں۔ مجھے یقین ہے کہ تو اُن کے وسیلے سے مجھ پر کرم کرے گا اَور مجھے میرے شیخ بلکہ شیخ العرب حضرت مدنی رحمہ اللہ کی نسبتِ عالیہ سے حصۂ وافر عطا فرمائے گا اَور مجھے اُن کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے گا۔

رَبِّ تَقَبَّلْ مِنِّیْ اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ، وَتُبْ عَلٰی اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ، وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ وَعَبْدِہٖ وَرَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

(جاری ہے)

وفیات

☆ ٢٤ اگست کو سابق ایم این اے حضرت مولانا نور محمد صاحب ''وانا'' شمالی وزیرستان میں ظہر کی نماز کے بعد مسجد سے نکل رہے تھے کہ خودکش دھماکہ میں شہید کر دیے گئے اَور آپ کے ہمراہ مزید ٣٠ اَفراد بھی شہید ہوگئے۔ حضرت مولانا کی شہادت سے وزیرستان میں بہت بڑا خلاء پیدا ہوا جس کو پُر ہونے میں بہت عرصہ لگے گا، اللہ تعالیٰ حضرت مولانا کی تعلیمی تصنیفی اَور سیاسی خدمات کو قبول فرما کر آخرت کے بلند ترین درجات عطا فرمائے۔ ☆ خوشاب کے مولانا قاری سعید احمد صاحب کے جواں سال پوتے گزشتہ ماہ کرنٹ لگنے سے وفات پا گئے، اِس ناگہانی حادثہ پر اللہ تعالیٰ لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اَور مرحوم کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ ☆ کراچی کے جناب محمد یامین صاحب پراچہ گزشتہ ماہ وفات پا گئے۔ ☆ جامعہ مدنیہ کے مدرس مولانا ولید صاحب کے بہنوئی قاری خالد صاحب گزشتہ ماہ طویل علالت کے بعد وفات پا گئے۔ ☆ جامعہ مدنیہ جدید کے مدرس مولانا محمد اِسماعیل صاحب کے بڑے بھائی گزشتہ ماہ وفات پا گئے۔ ☆ جناب محمد شاہد صاحب کا نومولود بچہ گزشتہ ماہ وفات پا گیا، اللہ تعالیٰ اُس کو والدین کے لیے ذخیرہ آخرت بنائے اَور صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ ☆ جناب محمد اسلم بٹ صاحب طویل علالت کے بعد وفات پا گئے۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

اللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کی مغفرت فرمائے۔ جامعہ مدنیہ جدید اَور خانقاہِ حامدیہ میں اَیصالِ ثواب کرایا گیا۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین۔

دینی مسائل

نہ بولنے کی قسم کھانے کا بیان :

مسئلہ : قسم کھائی کہ فلاں آدمی سے نہ بولوں گا پھر جب وہ سو رہا تھا اُس وقت سوتے میں اُس سے کچھ کہا اَور اُس کی آواز سے وہ جاگ پڑا تو قسم ٹوٹ گئی۔ اگر جاگتے میں اُس سے بات کی لیکن دُور ہونے کی وجہ سے اُس تک آواز نہیں پہنچی تو قسم نہیں ٹوٹی۔ اگر کچھ لوگ اکٹھے ہوں اَور فلاں بھی اُن میں ہو پھر اُن کو سلام کیا تو اگر سب کو سلام کیا تو قسم ٹوٹ گئی اَور اگر سلام میں اُس کی نیت نہیں کی تو قسم نہیں ٹوٹی۔

مسئلہ : قسم کھائی کہ باپ کی اِجازت کے بغیر فلاں سے نہ بولوں گا۔ پھر باپ نے اِجازت دے دی لیکن اِجازت کی خبر اَبھی اُس کو نہیں ملی تھی کہ اِس سے بول دیا اَور بولنے کے بعد معلوم ہوا کہ باپ نے اِجازت دے دی تھی تب بھی قسم ٹوٹ گئی۔

مسئلہ : قسم کھائی کہ اُس لڑکے یا اُس جوان سے بات نہیں کروں گا پھر جب وہ بوڑھا ہو گیا تب بولا تو بھی قسم ٹوٹ گئی۔

مسئلہ : قسم کھائی کہ کبھی تیرا منہ نہ دیکھوں گا تیری صورت نہ دیکھوں گا تو مطلب یہ ہے کہ تجھ سے ملاقات نہ کروں گا میل جول نہ رکھوں گا اگر کہیں دُور سے صورت دیکھ لی تو قسم نہیں ٹوٹی۔

بیچنے اَور مول لینے کی قسم کھانے کا بیان :

مسئلہ : قسم کھائی کہ میں فلانی چیز نہ خریدوں گا پھر کسی سے کہہ دیا کہ تم مجھے خرید دو اُس نے خرید کر دے دی تو قسم نہیں ٹوٹی۔ اِسی طرح اگر یہ قسم کھائی کہ اپنی فلانی چیز نہ بیچوں گا پھر خود نہیں بیچا دُوسرے سے کہا کہ تم بیچ دو اُس نے بیچ دیا تو قسم نہیں ٹوٹی۔ اِسی طرح کرایہ پر لینے کا حکم ہے اگر قسم کھالی کہ میں یہ مکان کرایہ پر نہ لوں گا پھر کسی دُوسرے کے ذریعہ سے کرایہ پر لے لیا تو قسم نہیں ٹوٹی۔

البتہ اگر قسم کھانے کا یہی مطلب تھا کہ نہ تو خود یہ کام کروں گا نہ کسی دُوسرے سے کراؤں گا تو دُوسرے آدمی کے کردینے سے بھی قسم ٹوٹ جائے گی۔ (باقی صفحہ ۲۵)

اَخبارالجامعہ

﴿ جامعہ مدنیہ جدید محمد آباد رائیونڈ روڈ لاہور ﴾

۲/ اگست کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب جلسہ تکمیل حفظ قرآن کی تقریب میں شرکت کے لیے جامعہ فاروق اعظمؓ کنگن پور تشریف لے گئے جہاں آپ نے جامعہ کے مہتمم جناب قاری اَشرف حامد صاحب و دیگر حضرات سے ملاقات کی اَور حفظ مکمل کرنے والے طلباء کو اِنعامات دیے اَور قرآن کی عظمت پر مختصر بیان فرمایا۔ راستہ میں ٹھینگ موڑ کے قریب مولانا محبت علی صاحب فاضل جامعہ مدنیہ جدید کے اِصرار پر ایک زیرِ تعمیر مدرسہ میں مغرب کی نماز اَدا کی اَور مدرسہ کا سنگِ بنیاد رکھا۔

۲۲/ شعبان ۱۴۳۱ھ مطابق ۴/ اگست ۲۰۱۰ء کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب نے دورۂ صرف و نحو کے تقریباً ۶۰۰ طلباء سے اَلوداعی خطاب فرمایا، اگلے روز سے تعطیلات ہوئیں۔

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی اُمور

(۱) زیرِ تعمیر مسجد حامدؒ کی تکمیل

(۲) طلباء کے لیے مجوزہ دَارالاقامہ (ہوسٹل) اور درسگاہیں

(۳) اَساتذہ اور عملہ کے لیے رہائش گاہیں

(۴) کتب خانہ اور کتابیں

(۵) زیرِ تعمیر پانی کی ٹنکی کی تکمیل

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اَجر ہے۔

جامعہ مدنیہ جدید و مسجد حامدؒ
کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجیے

بانیٔ جامعہ حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ نے جامعہ مدنیہ کی وسیع پیمانے پر ترقی کے لیے محمد آباد موضع پاجیاں (رائیونڈ روڈ لاہور نزد چوک تبلیغی جلسہ گاہ) پر برلبِ سڑک جامعہ اور خانقاہ کے لیے تقریباً چوبیس ایکڑ رقبہ ۱۹۸۱ء میں خرید کیا تھا۔ جہاں الحمدللہ تعلیم اور تعمیر دونوں کام بڑے پیمانہ پر جاری ہیں۔ جامعہ اَور مسجد کی تکمیل محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اُس کی طرف سے توفیق عطاء کیے گئے اہلِ خیر حضرات کی دُعاؤں اور تعاون سے ہوگی۔ اِس مبارک کام میں آپ خود بھی خرچ کیجیے اَور اپنے عزیز و اَقارب کو بھی ترغیب دیجیے۔ ایک اَندازے کے مطابق مسجد میں ایک نمازی کی جگہ پر دس ہزار روپے لاگت آئے گی، حسبِ استطاعت زیادہ سے زیادہ نمازیوں کی جگہ بنوا کر صدقۂ جاریہ کا سامان فرمائیں۔

منجانب

سیّد محمود میاں مہتمم جامعہ مدنیہ جدید و اَراکین اَور خدام خانقاہِ حامدیہ

خطوط، عطیات اور چیک بھیجنے کے پتے

1۔ سیّد محمود میاں ''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلو میٹر رائیونڈ روڈ لاہور

فون نمبر : 35330310 - 42 - 92+ - 35330311 - 42 - 92+

2۔ سیّد محمود میاں ''بیت الحمد'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

فون نمبر : 37726702 - 42 - 92+ فیکس نمبر 37703662 - 42 - 92+

موبائل نمبر 4249301 - 333 - 92+ V فون نمبر : 36152120 - 42 - 92+

جامعہ مدنیہ جدید کا اکاؤنٹ نمبر 0-7915 مسلم کمرشل بینک کریم پارک برانچ (0954) لاہور (آن لائن)

مسجد حامد کا اکاؤنٹ نمبر 1-1046 مسلم کمرشل بینک کریم پارک برانچ (0954) لاہور (آن لائن)